

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایک دہائی دریں آواں حمید دزمان سید کتاب لاجواب ۛ ۛ ۛ

# تحقیق المسائل

۹۶

کہ جیوں جناب مولانا ابوالفضل اولنا جامع علوم عقلی و نقلی مولوی  
عظیم دیندار علی صاحب نے بکمال تحقیق و تدقیق سے وہ مسائل مختلف  
کتاب فقہ و احادیث سے جو بذریعہ خطوط اسکے جناب مولانا  
جامع شریف و طریقت مولوی رشید اختر صاحب لکھو ہی مد اللہ ظہر  
سے ملے کئے ہیں جمع کر کے

۵۶۸۹

حق تالیف محفوظ

سطح پوسفی اگر دین طبع کر کے شایع کئے

# فہرست مضامین کتاب

- (۱) سبب تالیف کتاب اور بیان ہادیوں ظاہر خرابیوں کا جو علت کئی مجلسیں، شریف اور قیام سولہ مجلس کو لازم میں۔
- (۲) بیان فضائل علما حرمین کا اور ذکر مذہب امام مالک اور سخاری علیہ الرحمۃ حقیقت اس امر پر مشیر علما حرمین کو اتفاق میں۔
- (۳) بیان ان خرابیوں کی جنکی وجہ سے بعض تہا ستر علما جھڑپیں مولانا رشید احمد صاحب اراکم فیضہ ہال مجلس کو مجبور ہوئے۔
- میں جنکا انکار لازم ہے۔
- (۴) عرضہ مولانا دیر علی صاحب کا جو کہ مولانا رشید احمد صاحب دلائل استجاب قیام میں ہوتے دیکھ کر کسی ہمت اور شکر کے خرد کی تعرض ادا ہو کر۔
- (۵) مکتوب گرامی مولانا رشید احمد صاحب بیان تسلیم دلائل مذکورہ میں اجمالا۔
- (۶) عرضہ مولانا دیر علی صاحب کا جو اب مکتوب گرامی بغرض تفصیل تسلیم کرنے دلائل مذکور کی سوجھ بوجھ مولانا رشید احمد صاحب سے بیان تعلق ان دلیلوں کا قیام سے مولانا تفصیل۔
- (۷) فتویٰ مرسلہ مولانا دیر علی صاحب بیان میں نکالنے کی بانی موجود کیونکہ جب نایاک سوجھ بوجھ نہ ہو مولانا رشید احمد صاحب کی مشاہیر علما داخل و بانی بت۔ (۸) مکتوب گرامی مولانا رشید احمد صاحب جو اب فتوہ مولانا رشید احمد صاحب سے مولانا دیر علی صاحب استفسار از اراکون خرابیوں میں جو تصور تعمیل فتویٰ مولانا لازم آئے ہیں۔
- دیر علی صاحب انارہ اون خرابیوں اور بیان اس حرمین کا امام اعظم سے آپ کے کشی گرد کا قول حقیقت مخالف نہیں ہے نہ طریقہ اصول اور ثبوت حقیقت جماعت کثیر مقلدین مذہب اربعہ کا کہ جو باعتبار مقلد ہونے کی تقلید شخص ایک میں صریح قرآن اور احادیث صحیحہ سے اور بیان اس امر کا کہ تقلید شخصی کس پر واجب ہے اور کس کو حرام اور کس کی مستحب اور مندوب میں فقط خفی نہ ہوا وجہ ہر جواب دہایت (۲) آخر میں میں جواب اراکون مسئلوں کی جنکی نسبت غیر مقلدین کا خفیہ سخت اصرار ہے جس مسئلہ حلال ہے جو عالمگیری میں ہے۔ (۳) ماذکر میں میں ماہرین اور فوجیہ زکا کے سوال کی سزا اور جواب طاعت کی سزا کا۔ (۴) تحقیقی مسئلہ الوکی ممال ہونے اور محمد شریف کے بابا کی جینر سے لکھنے کی۔ (۵) دردناک جو کونان جو ادا کا حکم اور میں میں نام مسائل ضروری کنونین کو ذکر فتویٰ مولانا رشید احمد صاحب ظاہر میرا حضرت علی او دیو بند وغیرہ متفقین یا وہ مسئلوں پر بحث نہیں کرتے۔

مولانا رشید احمد صاحب اراکون خرابیوں کی وجہ سے بعض تہا ستر علما جھڑپیں مولانا رشید احمد صاحب اراکون فیضہ ہال مجلس کو مجبور ہوئے۔

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى والصلوة والسلام على جبيه ورحمته فضل  
 المرسلين ونجائهم الا نبيا وعلى الله المستشرقين بصحته وصحة الفرحين  
 بلقائه واجتهته فكانوا هداة المهدي وقادة الوري اما ابو قحير محمد ويدا علي  
 الرضوي الخفي نجدت جميع مومنين منصفين اور علماء را سنجين حق كزين متمسك به  
 كه يربات قوسب پر خوب ظا هر ہے كه در باره قيام بوقت اتباع بشارت و شروہ ولادت  
 سيد الانام عليه الصلوة والسلام با ہم علماء و ہندوستان میں كس قدر تنازع ہو رہا ہے اور ان  
 تنازع فقط اس امر پر ہے كه مالفين بوجہ عدم ثبوت كسی دليل قوی كے ثبوت قيام میں اختلاف  
 حرمين اور سلف صالح منع كرنے میں سخی كرجی ہین اور شبتين بجز اتباع سلف يا علماء حرمين كرجين  
 چنكه كوئی نص قرآن يا حديث صحيح پیش نہین كر سكتے لامحالہ بدعت حسنه كهكر او سكي اثبات احسنتين  
 زور لگا رہے ہین لہذا یہ سچيدان ہميشہ بقی بارگاہ يردان رہتا تھا كہ خداوند اگر تيرے نرديك  
 فی الواقع یہ امر منفع ہر چكجو البیسی دليل مخالفت سوچا كه رافع نزاع علماء و منصفين اور دافع لغزش كینہ  
 كی فضلا و رتبين ہو جاوے اور علماء حرمين اور فضلا و عرب و غرب و سلف صالح اور بشوايان حال  
 شل حاجی امداد اللہ امداد اللہ فیضیہ جیسے بزرگان دین پر حرف تقیہ یا بدعت او فشق زبان پر نہ  
 آوے اور اگر فی الحقیقت یہ قیام مرویہ سلف صالح و علماء اكرام تيرے نرديك امر محبوب موجب  
 خیر و ثواب البیسی دليل واضح ہر چكجو مطلع فرما كه چكا كوئی عالم منصف انكار نكرے كہ جب كلام اللہ  
 كو ديكھا اثبات بدعت قیام ہذا كا ارادہ كیا بجز فاسق و بدعتی بنائے علماء كہ معظمہ مدینہ منورہ اور  
 فضلا و عرب و غرب اور تیر علماء سلف اور اكثر علماء و مشائخ حال شل مولانا حاجی امداد اللہ  
 صاحب مہاجرہ اللہ ظلہ و مولانا رحمت اللہ صاحب غیہ اور كوئی امر نظر نہ آیا اور جب

احادیث فضائل علماء کہ مطمحہ مدینہ منورہ اور اہل عرب مغرب کو دیکھا اور بقیہ سنت یا کتب  
انفال معمولہ علماء حرمین کے ساتھ حجت بکرنی سلف صالح مثل امام مالک امام بخاری رحمہما اللہ  
کی طرف نظر والی روح کا نپ گئی لامحالہ تین کمال ہو گیا اگر ایسے ایسے فضلا و کلا حرمین کرمین کہ سکی  
بدون اقتدا کے جماعت اولیٰ مسجد الحرام اور مسجد نبوی میسر ہونا محال ہی اگر حقیقت بوجہ مجلس میلاد  
مشترک قیام وغیرہ امور تہنیت یہ سب بلقی ہوتے کہ جس کا اولیٰ درجہ حق پرانہ تین ہی آؤ سکی پہلے ایام حج میں  
نماز نہ پڑھتے نہ اؤ کو مساقم کر کے اسی نماز فاسق سمجھ کر وہ تحریر واجب الاعداد ہوتی ہی کما حقہ  
ظاہر ہوئے کتب الفقہ و قد صرحنا فیہ فی مسائلنا المسماة بکلامہ من کلام سیدنا امام فخر الدین  
خارمہ نقول کیا توں سے اور تصریح کی ہے کہ سیدنا امام فخر الدین کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ستر  
۲۴ اصول مسائل المختارۃ والاولیٰ والقیام والقیام مولانا مہاجر بن سبیل اللہ مرشد علماء اویہ بندہ  
ذکر قیامہ سال محمد صلوٰۃ علیہ و آلہ و سلم اور ذکر روزیہ اور قیام مولانا مہاجر بن سبیل اللہ مرشد علماء اویہ بندہ  
و کنگوہ بیہ طریقت مولوی رشید احمد صاحب مولانا قاسم رحمۃ اللہ جیسے بزرگان دین کے کوئی خاص  
اوراد اللہ صاحب امام اللہ بنو سنہ کہ جو ہمیشہ مجلس میلاد شریف منہ قیام وغیرہ امور متعالیم حرمین کرتے  
رہتے ہیں چنانچہ رسالہ السنن پر تقریر حاجی صاحب مدوح شاہ بغدادی ہے اور نیز متواتر ہر  
سال زبان علماء اور عات الدش کے

تمونہ احادیث فضائل عرب مغرب قول امام مالک بخاری رحمۃ اللہ علیہ  
عن صاحبہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلط القلوب والحنفاء فی المشرق  
ماہرشی اللہ منہ ہے فرمایا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت رلی اور حفا مشرق والوں  
والا ییمان فی اہل الحجاز۔ رواہ مسلم عن ابی قاض قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ مدینہ والوں میں، یہ مسلم ترمذی کے حدیث صحیح ہے۔ ابی قاض فی اللہ منہ ہے فرمایا  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں اہل العرب اہل عرب علی الحقیقی حق تقوم الساعة  
اور ہوں و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رحیمہ اہل مغرب یا اہل مکہ و مدینہ والی بری و اہل انار  
رواہ مسلم۔ الفضاۃ اور امام بخاری نے صحیح بخاری میں اتفاق علیہ الخزان علیہ ایک باب میں لکھا کہ  
فضائل اور حقیقت اہل حرمین پر بہت سی احادیث نقل فرمائی ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ تو اجماع  
حرمین کو ہی حجت فرماتے ہیں اور بعض امور میں دیگر علماء بھی دیکھو کتب اصول اور فقہ کو ۱۲ منہ غیر اللہ  
واللہ

جب حج لے آئے ہیں ہمیشہ کرنا حاجی صاحب موصوف پیر و رشید مولانا رشید احمد صاحب کا  
 مجلس میلاد مع قیام فرحت بوقت ذکر و ولادت سنتے رہتے ہیں یہ علماء ہندوستان جو اظہار  
 کسی مصلحت سے انکار قیام وغیرہ کرتے ہیں کبھی ان کے سلسلہ میں نہ رہتے اور کبھی خلافت  
 بیعت کرتے جب اس امر میں زیادہ غرض کیا ایسا معلوم ہوا کہ غالباً منع کرنا بعض علماء ہند  
 مریدین حاجی صاحب کا شاید بوجہ غلو بعض جہاں سکے ہوگا جو نالی جاتے ہیں گانے گانے کے وہ  
 پر دود و آدمی ٹیپ کے مثل گوتوں کے دو طرفہ بٹھا کر ذکر میلاد کو قال سر سے گاتے ہیں گو  
 کبھی عمر پھر نماز نہ پڑھی مگر مجلس میلاد کرتے ہی قطعاً جتنی بناتے ہیں بجاتے ہیں نہ احتیاط  
 مال حرام نہ اجتناب امور مکروہ اور امور بدعت اور ہر ہی منڈے بعض جاہل پھر ک  
 پڑھنے بیٹھ جاتے ہیں چنانچہ مولانا رشید احمد صاحب جیسے قلیع بدعت پابند شریف  
 و طریقت نے جب ان سے مسئلہ چاہا تو ان کا اور مسئلہ قیام مجلس مولانا شریف دریافت کیا گیا  
 اپنی اخیر خط میں جنکی نقل منع نقول دیگر مسکاتیب مولانا اور العن کا تب الحروف و برج رسالہ  
 ہذا ہے صراحتہ تحریر فرمادیا کہ تم اپنی تحقیق پر عمل کرو اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ کبھی کوئی عالم  
 ربانی کسی کو کسی امر بدعت کی اجازت نہیں دے سکتا وہ تو مطلقاً وسیع منع ہی کرے گا خواہ  
 کوئی مانو یا مانو اور مسائل کی جہاں تک ممکن ہوگا تقبی کر لگا کر ان جب یہ منظور ہو کہ اللہ کو  
 فی معرض البیان بیان کر مولانا نے انکو تو صراحتہ اجازت دیدی کہ کسی مصلحت سے اپنا قیام  
 کرنا کرنا منوار و فرحت و سرور پر معرض سکوت میں رکھا نہیں سکوت ہی نہیں جواز کی تصریح  
 تو مسکاتیب مولانا میں عموماً ہے ذرا مولانا کے خطوط کو بغور ملاحظہ کرو الحاصل یہ تو فریق  
 سونق بلفرض ازالہ افراط و تفریط تحقیق امر مذہب میں قلم اوٹھایا بفضل الہم تحقیق ایک سالہ ضخیم  
 سونق بذلال و القہر و براہین قاطعہ سرور و بدعات مکروہہ و امور قبیحہ تیار ہو گیا بدت سے  
 ایک دو ضابطہ اور کلیہ ثبت سنت ہوئے قیام ہذا کے بجز سنت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی  
 سے یعنی جب رہنمایان کرنے کی جگہ بمنزلہ بیان ہی ہو نہ ہے مثل مشہور جی الہامی و شیخ الہامی  
 سے ضابطہ ایک قاعدہ کلیہ کو کہتے ہیں ہمہ ان بطریق مناجات خوش الحانی سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

پیش کرنے کا ارادہ کرتا تھا مگر بموجب کل امر مرہون پاو قاتبا عرصہ دراز تک بیرونہ التوا میں  
 رہا ورنہ یوالا ضرورت مسئلہ بارت پچاہ بخفور مولانا مدوح استمنا ہیجینی کی سخت ضرورت  
 پیش آئی اس ضمن میں الحمد للہ کہ دو ضابطہ کلیہ دلیل قیوت سنت ہونی قیام متنازعہ فیہ کا  
 تحریر مولانا موصوف ہی پورا الطینان ہو گیا اگر یہ باعتبار صراحت مسئلہ کنون کا منتخب  
 مولانا غیر قابل المینان ہے چنانچہ نقول خطوط اور فتاوا مولانا رشید احمد صاحب کالج  
 جو سوعراض و حصر نقل کئے جاتے ہیں امرنم اخوب واضح ہوتا ہے گاہ واضح ہو کہ بخو  
 انتشار ذہن ناظرین چونکہ توہین مسنون کے سوال و جواب ترتیب وار ہیں اور بیہودہ  
 جواب ہر مسئلہ کا سوال سے دور بجا اثر ہے لہذا مضمون ہر خط کو جو دو نو سوال کیا ہے  
 شرکت رکھتا تھا دو مسنون کے ساتھ مکرر لکھ دیا ہے اور جس مضمون کو فقط ایک  
 ہی مسئلہ کے ساتھ تعلق تھا اسکو یونہی اسی کے ساتھ نقل کر دیا ہے جس کسی کو کسی مضمون  
 میں درسا بھی مشہ ہوا اصل خطوط ظہری اور دھنظلی مولانا منہ لغافہا و مہری ڈاکخانہ اختر  
 کے پاس موجود ہیں مطابق کر کے دیکھ لیں۔ و ا لکھی اللہ مشہید۔  
 دورہ اللہ کا گواہ ہونا کا ہے۔

### عریضہ کاتب الحروف

از فقیر عبد اللہ دیر علی الحقی لہذا اللہ مت فیض ہو بہت مولانا منطہنا رافع السنۃ قانع الثبت  
 مولوی رشید احمد صاحب اہام اللہ شدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور حدیث  
 اک جہناری شریف میں ہے اوہین یہ عبارت ہے۔ مکان اول کلمہ تکلم  
 بہا یا عائشۃ اما اللہ فذہبا یک نقالت اُمی قوی الیہ فقلت واللہ لا اقوم  
 ولا احمل الا اللہ۔

حدیث اک وہ حدیث ہے جس میں ذکر ہے تہمت لکھانے منافقوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہیں جب اولیٰ کی آیتیں  
 مارل ماری پس وہ کہہ ہو پودہ تم نہ ل دجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تھا کہ اسے عائشہ تحقیق  
 مری کر دیا تھو اللہ نے پس کہا میری ماں نے کھری ہو تو اسے عائشہ طرف حضرت کے لورس ادارا شکر یہ سوال کہ  
 پس کہا میں نے تمہارے اللہ کی کھری ہو گئی میں اور یہ شکر کہوں گی میں مگر اللہ کا کہ حقیقت میں اسے کسی کو  
 مری کیا اور نہ کسی سے میرا ساتھ نہ لیا تھا۔

شائع قسطلانی شرح لفظ قومی الیہ میں تجزیہ فرماتے ہیں اسی کا منحل ما بشرک بہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ قیام بوقت سنتے کسی بشارت کے خواہ بجانب بشر حقیقی یا مجازی سنت تقریری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کتاب النکاح بخاری شریف میں ہے البصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساء وجیبنا مقبلین من عرس فقام مہتاً قال فی التوشیح قائم الیہم فجاہم متفضلاً علیہم۔ اس حدیث سے صراحتہ مفہوم ہوتا ہے کہ بوقت یکنے امر فرحت اظہار فرمادیا کہ ہاں ہوا سنت فعلی حبیب اللہ ہے لہذا گزارش ہے کہ اب بھی ایسے موقع پر اگر قیام کیا جاوے کہ سنت ہے یا ناجائز اور بصورت عدم جواز نسخ کو کسی حدیث سے مگر گزارش یہ ہے کہ بخیاں عدم فرضی حضور ایک فتویٰ مرتب کر کے اور ایک استفتاء ارسال خدمت ہے اگر صحیح ہو مشرین بہر فرما کہ بذریعہ نکتہ نفوف واپس مرحمت ہو ورنہ امر حق سے مدلل بروایات معتبرہ مطلع فرما دیں والسلام۔ مکتوب کرامی مولانا رشید احمد صاحب جواہر لکھنؤ احقر از بندہ رشید احمد عفی عنہ بوسلام سنون عرض آنکہ آپ کا کرمست نامہ پہنچا در باب قیام یہ عرض ہے کہ قیام صد لقمہ آپ کی دست بوسی کیواسلئے تھا کہ اظہار فرحت و سرور اور شکریہ کو متضمن ہے علی ہذا انصار انصار کیواسلئے طبعی قیام تھا کہ محبوب کو دیکھ کر بیجاختہ قیام ہو جاتا ہو یہ قیام ممنوع نہیں اب بھی درست ہے کوئی اسکا نسخ نہیں آپ صحیح لکھا ہے فقط

عہ وایم ہو کہ لفظ قومی الیہ حدیث مذکور میں جو کلمہ ہے مقلد ہے حضرت عائشہ کی مالک اوسکی شرح معانی میں قسطلانی بخاری شریف کے شائع فرماتے ہیں کہ قومی الیہ یعنی گہری ہو تو حضرت کی طرف بیجا بشارت سال حضرت مکتوبات آیات ہالک اسنی کو اسنے حضرت عیسیٰ سے سنت تقریری اوسکو کہتے ہیں جو کوئی امر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سننے کیا جاوے اور آپ اوسکو منع فرمادیں اسنے قول ہو یا فعل بمنز لہ قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتا ہے کہ اہو ظاہر میں کتب الاصول نہ سے دیکھا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند عیون اور لا کول کو قبل انصار سے آتے ہوئے ایک شادی میں سے پس کہڑے ہو گئے آپ اپنی خوشی کے ساتھ خوشی ظاہر فرمادیا کہ بچا بچا شرح توشیح میں ہے کہ اوسکے ساتھ خوشی ظاہر کرنا کو لبوہ مہربانی کے کہڑے ہو گئے بچا بچا بعد قیام فرمایا۔ اللہم انتقم منی حبیب الناس آئی یعنی تم لوگ مجھ کو سب سے پیارے ہو پس انا تمہاری خوشی سے میں بھی خوش ہوا اور بغرض ظاہر کرنے اسی خوشی کے کہڑا ہو گیا منہ عفی اللعنه ۱۲

یعنی کوئی ایسی حدیث نہیں جو اس قسم کے قیام کو منع کرے ۱۲۔ منہ غفر اللہ لہ ولوالدہ اہل عاتقہ

## سوالیفہ دیگر کاتب الحروف بحجاب مکتوب ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم از فقیر حقیر محمد دیدار علی الخفای بوالینہ مست فیض سو حیت حضور مجمع النور  
 رافع الست قاصح البدعت مصد خیر وبرکت سولانا مرشدنا سولانا رشیدنا محمد صاحب الام اللہ  
 رشدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کرامت نامہ شرف صدور لایا نہایت معنون و  
 شکور فرمایا شوق حضور ہی حضور کو وچند نر حایا گرجی یہ ہے کل آفرین حقون بادقائحا  
 امیدار ہوں کہ تا حضور ہی حضور اوقات خاصہ بین و عیاد خیر سے محروم نہ کہیں اللہ عا و بار  
 حدیث قیام حضرت عائشہ صدیقہ بوقت سماع آیات طہارت و یا کد امنی اور حدیث قیام  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رویت لساہ النہاریہ حضور سب سے تحریر فرمایا کہ یہ قیام ابھی  
 ممنوع نہیں درست ہے اسکا نام صحیح نہیں صحیح لکھا ہے۔ یہ تو بہت صحیح و درست گزشتہ جو تحریر  
 فرمایا کہ قیام صدیقہ دست بوسی کیواسطے تھا اسپر کوئی نافرمان حدیث دال ہے یا کسی وجہ  
 معتبر نے لکھا ہے علی ہذا قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طبعی اضطرابی ہونا مکان  
 معلوم ہوتا ہے بنظر عبارات حدیث انک کہ جو تہامہ بخاری تشریف میں غالباً تین حیار  
 جگہ وارد ہے فقط اتنا معلوم ہوتا ہے کہ قیام حضرت عائشہ صدیقہ بموجب او کی قول لا اقوم  
 الا للہ کی محضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان حمد و ثناء بیشتر حقیقی خداوند کریم کیواسطے  
 واقع ہوا اور فرمان و آل میں حضرت صدیقہ برائے قیام محضر رسول اللہ میں بیان حمد و ثناء  
 بیشتر مجازی کیواسطے تھا کہ وہ ذات بابرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی چنانچہ  
 قسطلانی قوی الیہ کی آگے تحریر فرماتے ہیں انک لاجل ما لبثت بہ اور حاشا  
 قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلم سے جو لساہ النہاریہ کہ ویکہر قیام واقع ہوا اور  
 بہ وایت راجح فقط اتنا معلوم ہوتا ہے کہ او میری نظر ہرگز نا منظور تھا کہ جسے کو محنت

عہ ہر امر ایسے وقت پر موقوف ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

عہ متر کہتے ہیں اوس شخص کو جو کوئی جو تحریر یہ پہنچا دے ۱۲ منہ



ہے تمہاری خوشی دیکھ کر ہم بھی خوش ہوئے ہیں لہذا آپ نے تکلف قیام فرمایا نہ کہ طبعاً  
اضطراراً لکن ہوا ظاہر سن شہر صریح الباری حیت قال قولہ فقہام ممتنا ای  
چنانچہ یہ امر ظاہر ہے شیخ بخاری شریف سے جہاں نام فتح الباری کی کہا شراح نے تو رقم ممتنا یعنی  
قام قیاماً قویاً ماسخود من المنة وھی القوة ای قام الیہم مسرعاً  
ہوئے کہ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واسطے کہ ممتنا کا مادہ منت یعنی قوت یعنی کھڑے ہوئے آپ کی طرف جلدی  
مستندانی ذالک فرمما بجمع وقال ابو مروان بن سراج ورجحہ  
او کی خوشی کے ساتھ فرحت ظاہر کر نیکو شدت سے اور کہا ابو مروان بن سراج نے اور ویکو ترجیح دی  
القرطبی انه من الالفتان لان من قام لہ البقی صلی اللہ علیہ وسلم واکرمہ  
قرطبی نے کہ انکا متعدد امتنان سے یعنی احسان رکھنا اس واسطے کہ جس شخص کو اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
بذلک فقد امتن علیہ بشیء اعظم منہ وقل بن بطال عن القاسمی  
اور اگر ائمہ اپنا اسکا ساتھ اس قیام فرحت کو پس بکے احسان کیا آپ پر بہت ہی بڑا احسان اور نقل کیا ابن ابطال محدث نے  
قیام ممتنا ای متفضلاً علیہم بذالک وکانہ قال عین علیہم محبتہ قتال  
قاسمی کے لفظ ممتنا کہ جو حدیث میں بھی ہے کہ آپ پر بیشمار اس قیام کرانی بہرانی ظاہر فرمائی گویا احسان کیا آپ پر بیشمار  
عیاض خیرات ممتلاً یعنی بالتشدید ای مکلفاً نفسہ بذالک  
محبت کے ساتھ قیام فرحت فرمایا قاسمی عیان محدث معتبر کہ ایک روایت میں لفظ ممتنا کی جگہ حدیث مذکور میں مثلاً کا لفظ آئی یا ہر پس  
اور یہ آپ تحریر فرمائی ہے کہ اسکا کوئی تابع نہیں پس مواقع خوشی اور بیان حمد و ثناء و بشرو منعم میں  
خفاہ وہ حقیقی ہو یا مجازی بہت اس علیہ بلا تکلف ایسا قیام اب بھی سبقت سنون ہو اللہ اکبر ایش ہے  
کہ یا تو فقط یہ تحریر فرمائی ہے کہ تمہاری تحسیر بیکہ درست ہے ورنہ قیام اضطراری اور بطریق دست  
بوسی ہوئے پر قرینہ لفظی یا کسی شراح کے قول سے مطلق فرماتے والسلام علیک پکانیار مند  
محمد ویدار علی حنفی مفروضہ ۳۴ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ ہجری۔

مکتوب جوابی مولانا رشید احمد صاحب الممۃ

از بندہ رشید احمد بد سلام سنون آنکھ بندہ کو ایسی تحریر سے معذور فرماوین اور جو آپ کے نزدیک

اس کا یہ نسخہ ہے جو مولانا رشید احمد صاحب الممۃ کے ہاتھ سے ہے

تحقق ہے اور سپر عمل فراوان نقطہ۔

آب جب مکاتیب مولانا سے کٹیتے ہنگو پہ اجازت ملگئی کہ جو آپ کے نزدیک تحقق ہے  
 اور سپر عمل کرو اور بموجب حدیث ایک بخاری شریف یہ قاعدہ کلیہ ہے پائے ثبوت کو پہنچ  
 گیا کہ بوقت سننے کسی خوش خبری اور بشارت کے ہر ایک سننے والے کو جس کے نزدیک بشارت  
 فی الواقع بموجب فرحت و سرور ہے کھڑا ہو کر یہ بشارت سنا نیوالے بخاری کا یعنی جو اوپر  
 بشارت نامہ کو سنا دے سنت تقریری ہے علی ہذا مثل حضرت عائشہ کے کہ انہوں نے بوقت  
 سننے اپنی پاکدامنی کی خوشخبری کی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قطع نظر کر کے بیشتر حقیقی یعنی  
 خداوند کریم کی طرف حضور رسول اللہ میں قیام کر کے شکر ادا کیا چنانچہ اس قیام کی طرف بانی حدیث  
 بھی اشارہ کر رہا ہے اور مولانا خود مولوی رشید احمد صاحب ہی قیام حضرت عائشہ کا حضور  
 رسول اللہ میں اپنے اول خط میں اقرار کر چکے ہیں خواہ یوں کہو کہ بوقت سننے حضرت عائشہ  
 کے فرمان اپنے والدین کو واسطے کہے ہوئے کے رسول اللہ صلی اللہ کے شکر یہ کہ حضرت  
 عائشہ نے استحقاق قیام اور شکر یہ کا بیشتر حقیقی خداوند کریم کے واسطے حضور رسول اللہ میں  
 اقرار کیا بہر نہی اسطرح اگر کوئی بوقت سننے کسی بشارت کے سنا نیوالے سے قطع نظر کر کے  
 اصلی بشارت رسان کا کھڑے ہو کر شکر ادا کرے خواہ نہ با ایک آدمی اگر وہ بشارت اویس  
 ساتھ مخصوص سے مثل بشارت پاکدامنی کے کہ فقط حضرت عائشہ کے ساتھ مخصوص ہر  
 باہر آدمی اگر وہ بشارت سب کی واسطے برابر کیساں بشارت ہے سنت تقریری ہی اسطرح  
 مکاتیب مولانا ممدوح سے یہ بھی خوب واضح ہو گیا کہ بموجب حدیث قیام رسول اللہ  
 بوقت دیکھنے عورتوں انصار کی کسی شادی سے آتے ہوئے کھڑا ہونا بوقت دیکھنے کسی  
 امر فرحت کے اور کھڑے ہو کر خوشی ظاہر کرنا اور خوشی کرنا والوں کی صورت بنا کر شریک  
 خوشی ہونا سنت فعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ بات تو ہر شخص جانتا ہی  
 کہ اگرچہ بشارت نزول قرآن ظہور اسلام پیدا ہونے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 وہ بشارتیں ہیں کہ جنکی ظہار فرحت کیواسطے باتفاق اکثر مفسرین کے خود خداوند کریم اپنے

کلام واجب التعظیم والتکریم میں یوں ارشاد فرماتا ہے قل بفضل الله وبرحمته فبذلك  
 فليفرحوا اھو خیر مما یجمعون یعنی کہدے تو اے محبوب کہ ساتھ فضل اللہ کے  
 جو ظہور سلام اور نزول قرآن ہے اور ساتھ رحمت اوسکی کے جس سے مراد  
 ذات مظهر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے مومنوں پر لازم ہے کہ خوشی کریں  
 اور اوسکی خوشی میں اپنے مال کو خرچ کریں چنانچہ فرمایا اھو خیر مما یجمعون یعنی اس خوشی  
 میں مال کا خرچ کرنا بہت ہے اوس سے جو وہ جمع کرتے ہیں مگر بشارت ولادت مول  
 مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بشارت واجب التعظیم والتفیج ہے کہ اس خوشی کا اظہار  
 اس خوشی میں کھڑے ہو کر دو دو پڑھیں واللہ ملائکہ کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا۔ اس  
 بشارت کو مولد خوان سے جو بظاہر بشر مجازی سے شکر مثل حضرت عائشہ کے  
 بجانب بشر حقیقی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بفرض ادا و شکر ساتھ صلوة و سلام  
 کے قیام کرنا یا اللہ کو بشر حقیقی سمجھ کر بجانب بشر مجازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بحب اسے والدین حضرت عائشہ قیام کرنا اور صلوة و سلام کیساتھ شکر یا اللہ یا اللہ  
 کمال ایمان بلکہ عین ایمان ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح میں وارد ہے قال النبی صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم لا یؤمن بالحدکم حتی اكون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس  
 اجمعین یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مومن ہوگا کوئی تم میں جسے یہاں تک  
 کہ ہو باوان میں اوسکو پیارا زیادہ باپ سے اولاد سے تمام آدمیوں سے اور  
 ظاہر ہے کہ جب ادنی ادنی خوشیوں کی خوشخبریوں کے اظہار اور اوسکے شکر یہ ارا کر نہیں

۵ لغیر کا شفی وغیرہ میں ہے۔ گفتہ اند کہ فضل قرآن ست درجہ تک یا از اہل ان گردانید یا  
 رحمت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سولف کہتا ہے کہ آیہ مذکور قل بفضل اللہ ورحمته میں مراد  
 سے آنحضرت صلی اللہ کی ذات مظهر لینا سوافق ہے احادیث صحیحہ کے چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے  
 کہ آپ نے فرمایا اتھا از رحمة مہدای یعنی سوائے انہیں کہ میں رحمت میوں اور ہدایت فقط منہ عنی عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کی والدین سے قیام کیا  
 شکر یہ بجالائی قیام کا ارشاد فرمایا جسکی نزدیکی رسول اللہ ﷺ سے زیادہ پیاری ہوگی جو ہم  
 تن پابند سنت رسول اللہ ہوگا وہ بشارت رسول اللہ جلیلہ انہما رجعت حبیب اللہ  
 شکر و تحمید اس خوشی کو سب خوشیوں سے افضل اس بشارت کو ہر دم بشارت تازہ  
 بھگ کر لیں مگر شکر یہ کہ یہ بھگ کر لیا وہ بھگ کر لیا وہ خوشی ہے کہ جس خوشی کے شکر یہ میں  
 خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو روزہ رکھتے تھے مسلم شریف میں ہے عن ابی  
 حماد قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم ایہ ثمنین فقال فیہ ولدت و فیہ  
 انزل علی یسری حضرت ابوقحافہؓ سے مروی ہے فرمایا وہ ہوں نے کہ رسول کیا گیا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزہ کی بابت یعنی پوچھا گیا حضور سے کہ آپ پیر کو کیوجہ  
 سے روزہ رکھتے ہیں پس فرمایا آپ نے کہ پیر ہی کے دن اللہ نے مجھ کو پیدا کیا ہے  
 اور پیر ہی کے دن میرے اوپر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے بناؤ علیہ قسط لانی ۔ بحديث  
 ابو بخاری شریف کے شارح مستدین مواجب لدنیہ کے معتمد اول بن حجر مریم الزہری  
 دار صنفہ ثویبہ حقیقۃ الیٰ لطلب اعتقادہما حین بشرتہ بکلا یدتہ علیہ السلام  
 وقد رآی البیہقی فی النور نقیل لہ ما تآلک قال فی النار السلام  
 اند خفف عنی کل لیلۃ اثین و اخص من بین اصبحی صا تین ما و ذالک  
 باعتباری ثویبہ حقیقۃ الیٰ لطلب عند ما بشرتہ بولادة النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم قال ابن الجری فاذا کان ابواب الکافر الذی نزل القرآن  
 بزمہ جوری فی النار بذالک لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہا  
 حال الموحدين امته علیہ الصلوٰۃ والسلام الذی لیس بمولود  
 یعنی ثویبہ کے جسے دودہ پلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھینچ لے تو نڈی تھی ابواب کی کہ  
 اس نے سمجھا وہ سنائے ثویبہ کے بشارت پیدا لیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اور نیکو آزاد کر دیا تھا پھر اہل مرثیہ کے جب ابو اسیب غواب میں دیکھا گیا اور اس کا حال  
 اوس سے پوچھا گیا اوس نے کہا دوزخ میں خون مگر سپر کو چو کہ خوشی ولادت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا تخفیف عذاب میں ہو جاتی ہے اور کس قدر  
 یابی لجا تا ہے ابن جریر محدث فرماتے ہیں کہ جب ابو اسیب کافر کو بوجہ خوشی ولادت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم تخفیف عذاب ہو مومن موجد جو رسول اللہ کی شب ولادت کی خوشی کر  
 انکا تو کیا ہی کہنا ہے اونس کے مراتب کا بیان تو مستفی بیان سے ہے اب رہا یہ امر کہ جب  
 بشارت ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت بشارت تازہ قابل فرحت و  
 توفیم ہے پھر جب تنہا کہی پڑھی جاوے یا بلا اتفاقاً مجلس ذکر کیا جاوے بفرض  
 اور جب کیون نہیں قیام کیا جاتا تخصیص مجلس میلاد ہے کیا ہے تو ہم اوس کے جواب  
 میں کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی کسی امر مستحب کو گھر کرے مسجد میں مکرے مثلاً نوافل  
 چاشت گھر پر ہے مسجد میں نہ پڑھے یا نہ راز یا نسو کے ساتھ میں کرے اکیلا کرے یا تنہا  
 ہی کرے اور یکے ساتھ میں ہی کرے ایچین کوئی مواخذہ نہیں کر سکتا کواسطے  
 مستحب کا حکم ہی یہ ہے کہ جو کرے ثواب پاوے کرے والا ماخوذ نہیں ہاں مجمع میں  
 یا تنہا مستحب کے اہانت کرنا غا طین فعل مستحب کو بدعتی کہنے والا خود بدعتی اور فاسق  
 ہوتا ہے علاوہ ہرین جو امور واجب ہیں چونکہ او عین ہی شارع علیہ السلام نے بفرض  
 دفع حج تخفیف کے ہے چنانچہ سجدہ تلاوت ہر بار نہیں ایک جلسہ میں لاکھ بار پڑھو  
 تب بھی ایک بار واجب ہوتا ہے علی ہذا علما نے قیام بشکر یہ ذکر ولادت کو مع جواز  
 دیگر مواقع معمول مجلس میلاد ہی رکھا فافہم۔ ہاں البتہ امر مستحب کو اگر کوئی عقیدہ  
 واجب سمجھے لیگا یا ایسا معاملہ اوس مستحب کیساتھ طاسر کرے کہ جس سے وہ مستحب

سے بخاری شریف میں ہے من قال لا خیر فی المسلم یا کافر فقد ما بہا احدهما انکان کما قال والا حجت  
 علیہ یعنی جتنے کہہ یزید ہائی مسلم کو کافر اگر سچ کہا دونوں میں سے ایک کافر ہو وی کوئی کہنے پر قطعاً کفر ہو دیکھا

واجب اور لازم عقیدہ سمجھ لیا جاوے بیشک یہ امر مذموم ہے اور اسی طرح اگر کوئی  
 کرنا ہو علماء دیوبند اور مولانا رشید احمد صاحب نے اپنے فتویٰ مہری میں جو جواب  
 استفتا رسکنا وراج کوٹہ تحریر فرمایا ہے اور اہل حق کے پاس بجنسہ موجود ہے اور انشاء اللہ  
 انکی نقل ہی ہرچ آفر رسالہ کیجا ونگی اوسی عقیدہ سے کہ نیدالون مجلس میلاد اور قیام قیام  
 ولادت کو منع کیا ہے نہ اوکو جو اونکے سیر طریقت جامع طریقت و شریعت مہاجر  
 فی سبیل اللہ حضرت مولانا شاہ حاجی انداد اللہ صاحب کی طریق پر مستحب اور مستحسن  
 سمجھکر لہر فیض از دیا و ثواب ہمیشہ مجلس میلاد و مذہ قیام وغیرہ امور فرحت کرنے میں  
 چنانچہ حدیث میں وارد ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قال قلت  
 عندی امرأۃ قد دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من ہذا قلت فلاتہ  
 یہ تنام تذکر من صلواتھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدہ علیکم بما تطیفون  
 فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا قال قلت وکان احب الیہ الذی یدم علیہ  
 صاحبہ۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے ایک عورت کا جو اونکے پاس رھتی تھی بات بہر عبادت کرنے کا ذکر کیا آپ نے  
 فرمایا نہیں بقدر طاقت جب قدر نہ ہو جاوے مناسب اللہ کیو لکلیف نہیں مگر جب خود  
 آدمی لکلیف اختیار کرے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ نے کہ حضرت کو امور حیرین  
 سیراز زیادہ وہ طریقہ تھا جو ہمیشہ نہ سکے چنانچہ کہانی شرح حدیث ہذا میں لکھتے ہیں  
 کہ ہمیشگی کے یہ منہ میں کہ روزانہ یا ماہوار جو مل خیر کرنا شروع کر دیا ہمیشہ کرتا رہا کہ اکثر  
 ہمیشگی کر نیسے عمل خیر کی جتنی زیادہ ہو جاتا ہے اوس عمل پر جو کبھی ہو کبھی نہ ہو نقل اوس  
 فتویٰ کی جب کا ذکر عریضہ اول میں کیا گیا ہے اور ہمراہ اوسی عریضہ کی ارسال  
 خدمت مولانا کیا گیا تھا۔

لہ اور احادیث بخیرہ اہل عبادت شروع جیسے پیر رسالہ رسوائ الکلام میں بجا کیا ہے کہی میں طہیٹہ و حہ طہیٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامد او مصلیٰ و سلام کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جب کوئی جانور مثل  
گھبرہ وغیرہ کے کنوئیں سے پھٹا یا پھولا برآمد ہوا اندر نہ صورت سارا پانی کنوئیں کا نکالا  
جاوے یا فقط دو سو تین سو ڈول پر کفایت کی جائے جیسے کہ بعض رسائل میں مفسر  
ہے باوجود مالدار اور ذمی استعدا ہونے اہل محلہ کے اور بوقت متعذر ہونے اخراج سے  
پانی کے سب پانی کیونکر نکالا جاوے اور اگر باوصف علم ضعیف روایت نہ آیا ماقول پہلے  
روایت مفسر کے تین سو ڈول نکال کر اسی کنوئیں کے پانی سے باوصف ہونے پانی  
سوجود کنوئیں کی چار یا پانچ ہزار ڈول اسی سے وضو کرتے رہے نمازین پڑھتے رہے  
وہ نمازین واجب الاعادہ ہو سکی یا نہیں بنو الوجہات

### الجواب هو الموافق الصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی حبیبہ سید المرسلین  
علی آلہ وصحبہ اجمعین اللہم رب زدنی علما کوئی نجاست کنوئیں میں گر جاوے بقول راجح  
سارا پانی نکالا جائیگا کہ دو سو تین سو ڈول کھائی الہدایۃ و اذا وقعت فی البئر نجاسة  
نزعحت وکان فرج ما فیہا من الماء طہارة لہا باجماع السلف ومسائل البیہقیۃ  
علی الآثار دون القیاس علی ہذا جب کوئی جانور چھوٹا یا بڑا کنوئیں سے پھٹا یا پھولا برآمد  
ہو سارا پانی نکالنا چاہیے جیسے بوقت مرجحانے بڑے جانور مثل بکری وغیرہ کے  
سارا پانی نکالا جاتا ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے و ان ماتت فیہا شاة افا دمی وکلیہ فرج  
جميع ما فیہا من الماء لان بن عباس وابن الزبیر افتیا بنح الماء کلہ جلیس مات  
شئ فی بئر زمزم خان الفتح الحیوان فیہا او لفسخ فرج جميع ما فیہا صغر الحیوان اکر

عہ چنانچہ ہدایہ میں ہے اور جب گراوی کنوئیں میں نہ پائی سب پانی نکالا جاوے گا اور حقد راوسین وقت کالئے نجاست کو پانی  
موجود ہے جب وہ نکلیں گا کنوئیں پاک ہو جاوے گا ساتھ اجزاء سلف کے اور کنوئیں کے رسائل قول فضل مجاہد کرام یہ بھی  
ان مسائل میں قیاس کو قطعاً دخل نہیں ہے اور اگر مر جاوے کنوئیں میں بکری یا آدمی یا کتا جفتہ پانی اوکھین  
سوجود ہے سب نکالا جاوے گا اسوا سے کہ حضرت خبید الثمالین اس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر نے فتویٰ دیا تھا سب  
۴ پانی سوجود نکالنے کا جب چادر زمزم میں ایک بکری گر گئی تھیں پس اگر بیٹ جاوے کوئی جانور کنوئیں میں  
یا پھولا جاوے سب پانی سوجود نکالا جاوے گا خواہ چھوٹا جانور ہو یا بڑا فقط

انتہی۔ اور اگر لوہہ کثرت پانی کے بالکل غیاب کرنا مستعذر ہو تو دعا دل آویز ہو کر اندازہ  
 لگے موائق جنکو معال پانی میں بصارت ہو پانی موجود نہ ہو یا یا جاوے پینہا پر کر گئی  
 کچھ ضرورت ہرین کجانی درختاں وان تذریت فرج کلہا لکھنہا سقمیا فیقید  
 ما فیہا ابتدا العزج قال الحلبي یؤخذ ذلک لقولہ جلیں عدلین اما بصار ہما لکما  
 یتقی جہ قال الشاشی شامیہ حوالہ صحیح کافی ودرہ وھو الصحیح وعلیہ القوی  
 ابن سبکال وھو المختار معراج وھو لا شہبہ بالفقہ ہدایہ ای الا شہبہ بالفتی  
 المستنط من الکتاب و الشیخہ ہے اور چونکہ یہ قول کتاب سنت یعنی قرآن اور حدیث  
 کے موافق ہے اور روایت دو سو وول کے اسکے مقابلین غیر متشیبہ یا اول اور فقیر  
 یا بار بعد از ہذا صاحب ہدایہ نے صریحت کر دی فقال لکانہ فی قیام علی یا شامی  
 فی آباء ہذا اور صاحب فتحاری نے روایت دو سو وول کو بعد بیان روایت  
 مذکور کے بہ لفظ قبل جو ضعف روایت کی طرف اشارہ ہے نقل کیا حدیث قال وفتی  
 ہما لکین الی ثلثاۃ اور نیز شامی نے شرح لفظ قبل میں خوب خبر تردید اور تصنیف  
 روایت مذکورہ دو سو وول کے بعد بیان اقوال مختارین روایت مذکور کی ہے چنانچہ  
 شامی میں ہے

عہ و مختار میں ہے اور اگر سب پانی کا لٹے سے لوگ موز و ہون اور پند اہل راہی نہ کمال کین لوہہ پتھر دار  
 ہونے کو میں سے کو جقد و قس لکاتے کے پانی موجود ہو سب نکالین یہی قول حلبي کا ہے اور اوسکا دوسرو  
 مسلمان عادل جو پانی کے اندازہ سے مابرون اندازہ کر دیا جاوے اس پر فتویٰ ہے شامی شامی و فقہاء  
 قتالے میں ہی قول اصح لکھ ہے کافی ابو مدرین اور اسی روایت کو صحیح ابو نعیم یہ کہنا ہی ان کا ہے اور  
 مختار بیان کیا ہے اسی کو معراج میں اور صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ قول سوائی ہے اسی معنون کے  
 جو قرآن اور حدیث سے اخذ ہے۔  
 علیہ پس فرما بعد بیان روایت دو سو وول کے کہ یقوی امام محمد کا اس پر ہے کہ بعد اور کہ کنون میں انہا ہی پانی  
 انہوں نے مشابہہ کیا ہے  
 سے چنانچہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ بعد اد کے کنون میں دو سو وول سے زیادہ  
 پانی نہیں ہوتا  
 لکھ چنانچہ کہنا اور فتویٰ دیا گیا ہے دو سو وول پر میں شک



قوله قيل جزم في الكثرة والملتقى وهو ضروري عن محمد وعليه الفتوى خلاصه  
 وجود مختار من بينه كالبعض كافتوى دوسو دول کی روایت پر ایسا ہی کثرت اور ملتقى لاخر میں اور یہ قول  
 و تاثر خانیہ عن النصاب وهو المختار من نتائج الفتاویہ وجعلہ فی العناية سرور  
 محمد کا ہی اور صاحب خلاصہ لکھتے ہیں کہ اس پر فتویٰ اور ایسا ہی تاثر خانیہ میں ہوا النصاب فقہ عظامیہ ص ۱۷۱ سراج قول کو  
 عن الامام وهو المختار والا یلیس كما فی الاختیار واذا دق الشہرک الماتین واجتبا  
 لکھتے ہیں اور عظامیہ میں اس روایت کو امام کی طرف مٹ کر کہ مختار لکھنا اور جو آسانی پر اگر کتاب الاختیار اور ہذا فتاویٰ میں کہ  
 و اما في الثالثة سندوية فقد اختلف التصحيح والافتوى و ضعف يد القول في الحلية  
 کہ دوسو دول کا لانا واجب ہے اور میں منتخب صاحب شامی فرماتے ہیں کہ مفتی بہ ہونی روایت دوسو دول اور کلانی  
 و بقوله في البحر بانہ اذا كان الحكم الشرعي نزع الجميع فاما فتیصار علی عدد  
 میں ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ اختلافی کہ دوسو دول کی روایت کو صاحب جلیہ اور بحر الرائق میں دلیل کیسا تضعیف لکھنا  
 مخصوص فتوقف علی دلیل سمعی یقینہ لا ین ذلک بل الماتین عنین  
 کہ جب احادیث صحیحہ سے سبانی کتاب ثابت ہے پھر دوسو دول پر کفایت نہیں کہ ملتی ہے نہ کہ کسی شدت تو ہی ہو اسکا ثبوت  
 عبادت بن الزین خلافتہ حین افتیاً ففتح الماء کله حین مات ربی فی بیئر فہم  
 ہونے لگا اور حدیث کیا کسی دلیل شرعی اور میں یہ روایت کا ثبوت نہیں بلکہ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن  
 و اسناد ذلک الا شریع دفع ما اور علیہا یسوطہ فی البحر وغیرہ حال  
 زبیر سے اس پر خلاف ثابت ہو کہ ان دونوں صحابہ ساری پانی نکالنا حکم دیا تھا جب ایک حبشی چاہ زمزم میں گر گیا تھا اور  
 فی البحر وکان المشایخ انما اختلفوا واما عن محمد لا تضبطہ کا لغزش نہیں اسکا  
 اس حدیث سند میں محد جواب ان اعتراض کو جو بعض نے کہ ابن مقفل بحر الرائق وغیرہ میں لکھے ہیں اور بحر الرائق میں  
 مرقلت کن یر ویاتی ان مسائل الامام بنیہ علی الامام علی النعم فالو ان محمد  
 کہ بعض مشائخ امام محمد کی روایت کو بطریق اندازہ کو اسطرح قبول کرتے ہیں جیسے وہ دودھ کے اندازہ کو جو بنی لفظ آتا  
 شای لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ پہلی ہی گدہ چکا ہی اور آئندہ آدھا لکھوں گا لہذا میں ہی ایسا ہی لکھتا ہوں علاوہ بنی لفظ مشایخ

اقتی جہاں شد فی آثار بقدا فآثر کثیرۃ الماء وکذا ما روی عن الامام من لیس جملۃ فی  
 وقتہ من کلام محمد کا فتویٰ فتواد کی کہوں کے یا کی کہ اندازہ کے موافق تھا کہ میں حق تعالیٰ سے بیت تھا گو ہو حکم  
 مثل آثار الکوفۃ لعلہ بما شافیر حرج الی القول الاول لانه تقدیر من المصاحف  
 اور اس طرح امام صاحب کا فتویٰ کو دین سوڈول کا واک اندازہ کے موافق تو کہم ہو یا کیے ہیں تو قول کا مال و کمال  
 و خبر تیہ لکھا کوئی نیک النواسی لکھوں ذاکت لا تمثانی آبا س کل خطبۃ و لکھ علم  
 بطور ہر یکا کل پانی موجود اول آدمیوں کے اندازہ کے لکھو یا کھا کھا و شہر کی ایک ایک ادا و اقامت ہیں تریہ ایک شہر  
 اور جب بصورت عدم تاویل و تفسیر صحیح ہونا روایت تہا کانا شن و نہ معلوم پھر فتویٰ و ثبات  
 روایت مرجح پر باوجود موجود ہونے قول قوی دال کے جہالت ہے اور عرق احاط  
 سمانی در اختیار و الحکمۃ الفکیا بالقول المرجح جہل و خرق للاصحاب قال المشای  
 فی شرحہ قولہ بالقول المرجح لاقول محمد مع قول یوسف ادا لم یصحہ الذی  
 و جہلہ اور جب مقید یا غیر مستر ہونا روایت دو مستقرین سوڈول کا بحول معلوم پھر  
 جن لوگوں نے باوصف علم عدم اعتبار روایت مذکور اوس پالی سے غفلت اور وضو  
 کے نماز میں گنہگار ہوئے اور وہ سب نارین و احباب الاعدادہ ہوئیں بوجہ علم غیبت  
 آب بوجہ عدم اعتبار روایت دو صد و نو و التدا علم و علمہ اتم حررہ ابو الفیض محمد بن علی الرضوی علیہ  
 ہا ان صحیح ہے، جواب بہت صحیح و کلام - المتخب صیت - صحیح الجواب

محمد دلاور علی خانی	ابو محمد عبد الرحمن پنجابی ثم مالوری	محمد عبد الرحیم خانی راج الور	محمد کرامت الدخان
------------------------	-----------------------------------------	----------------------------------	----------------------

۱۵۰۰ دیکھو و مختارین ہے اور حکم اور فتویٰ دنیا صیغ قول پر جہالت ہے اور مخالف اعلیٰ کی شان  
 قول ضعیف کہ سنال من فراتین کہ جسے قول امام محمد فتویٰ یا مقابلا امام ابو یوسف کا بیان دلیل کہتے ۶۶۶

واضح ہو کہ مولانا کرامت اللہ صاحب نے جو فی زمانہ آفتاب دہلی میں اور مقتدا اور استاد  
 بڑے بڑے عالموں کے جو مدرسہ حسین بخش بنیابی واقع صہیلہ کے واعظ ہیں اس فتویٰ کی تائید  
 میں مہر سولوی جمیل صاحب چونکہ بہت بڑا فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا تھا لہذا بعض اختصار  
 کے کہ رسالہ بہت دراز نہ ہو جاوے اور نہ وہ محض پر حفظ کفایت کی گئی فتویٰ سیکر پاس ہو جو  
 یہ عبارت طویلہ اور جواب سب صحیح ہیں مختصر یہ ہے کہ تصحیح خیوان سے جب کاپی پائی  
 بخش ہو جاوے تو لبصارت اہل نصیرت پر اکتفا کیا جاوے کہ پانی جدید کوئے میں ظاہر  
 ہو جاوے یا تخمینہ کر کے اور مقدار پانی نکال دیا جاوے والہ اعلم بالصواب۔

عبد الرحمن پانی پتی عفی عنہ  
 بقلم عبد السلام انصاری عفی عنہ  
 تحریر ہار دیوڑی ۱۳۱۳ھ یوم چہار شنبہ

یہ خط مولانا عبد الرحمن  
 صاحب دہلی دہلی پانی پتی  
 میں جو شاگرد ہیں مولانا  
 شاہ اسحاق علیہ الرحمہ

یہ خط مولانا عبد الرحمن  
 صاحب دہلی دہلی پانی پتی  
 میں جو شاگرد ہیں مولانا  
 شاہ اسحاق علیہ الرحمہ

یہ فتویٰ بچہ بچہ منت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ہمراہ عریضہ اول بھیجا گیا فتویٰ پلاہر واپس  
 فرمایا لہذا نقل لقیہ او من مکتوب مولانا کی جو متعلق اس فتویٰ کی نقل کی جاتی ہے اور بعدہ جو  
 جواب استفتاء رسید پر ہمراہ عریضہ مذکورہ تحریر فرمایا ہے وہ مضمون استفتاء تحریر ہوتا  
 از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون آنکہ آپکا کرم مت نامہ پہنچا در باب تطہیر چاہ آپ کے باب  
 میں وصیت بہت مناسب بلکہ ضروری ہے ورنہ بہت حرج ہو جاتا ہے چونکہ بہت علماء کا  
 فتویٰ اسپر بھی ہو چکا ہے اور تمام نکات میں دقت اور دشواری ظاہر ہے اگر بعض جگہ متنبہ  
 ہو اور احکام شرع عموم پر ہوتی ہے تو سہولیت کی روایت پر فتویٰ دینا اور عمل کرنا بہت  
 اور ہمارے دیار کے چاہ کثیر الامان گمان کرتا ہوں کہ اور کے کنوین بھی ایسے ہی ہوں تو  
 فتویٰ امام محمد کا ایسے ہی چاہ میں وضو دلو کا ہے چنانچہ آپ خود شامی سے آخر عبارت  
 نقل فرماتے ہیں او قلیل الماء چاہ عرب اور پہاڑ کی ہوتے ہیں بعض چاہ دہلی میں ہی بندہ نے

ایسے دیکھو کہ پانی اور کاسیہ و قدر دو سو تین سو دو کو کاہوتا ہے سو او سو تین تمام آب نکالنا  
 و شوار نہیں ہوتا بند کو مدد دار الیقار دلی کی چاہ کو دیکھا اور تجسہ بیکرا کہ وہ ناپاک ہوا  
 تو اسقدر نہ لو نکالی پھر ہند پانی او سو تین تر پاک ڈول او سو تین زمین دو یا بعد دو تین ہر سو کے  
 او سو تین پانی پر جمع ہوا اور دو سو ستر روز پانی مثل سالیق ہو گیا تو شامی یہ توفیق کہ اسے کہ  
 تمام آب کے نکالنے اور دو صد و لو تین توفیق حاصل ہے پس آب بھی دو صد و لو پختی  
 اگر دین اپنے ملاک میں تو قطع نظر سہولت کے مدعی حاصل ہے اور پھر امام صاحب کوئی  
 تحدید نہیں فرمائی کہ اسے مبتلی ہم پر چھوڑتے ہیں اگر کسی کو زمین ہو جاوے کہ دو سو ڈول  
 سے کم ہی میں رہے پانی موجود نکل گیا ہے تو اس کے نزدیک تو چارو پاک ہو گیا الحاصل  
 پانی کے بابت میں وسعت ضرور ہے اور چاہ مسائل میں اسقدر تنگی جمعیت سے خالی نہیں  
 اسنو واسطے صاحبین کے مذہب تیر فتویٰ جیسے میں اسقدر شانہ و دور کی نجاست میں تمام  
 فرش و ظروف مسجد و محلہ ناپاک ہوئے ہیں اور ثوب اور جس جس سے کوڑا طوبت لگے اور یہ  
 خشک رطبت سے کوڑا مٹی نجس ہوتا ہے تو سخت دشواری ہے فقط والسلام

**نقل استفتاء و مسئلہ چہارہ عرضہ اولی موہ جواب مولانا صاحب**

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 محمد و فضل علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علماء دین اندرین بابت کہ قیمت قرانی کی کیا ہو  
 کی قیمت مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر کسی کنوین ہے مثل گھری چوہے کے  
 پٹیا پہولا جانور برآمد ہو سکے روز کی نماز پیری جاوے اور اگر باوصف علم محبت روایت  
 سار تہ پانی نکالنے کے اور نصف اور خرچہ حیت دو سو تین سو ڈول کے چند آدمی خدا  
 دو سو ڈول نکلو اگر وہی پانی سے نماز ادا کرتے رہیں او کو آون ایام کی نماز عادیہ کرنا لازم  
 ہے یا نہیں بیوا تو خبروا۔ ایجاب میں مولانا رشید احمد صاحب قیمت بھلا محبت  
 کا صدقہ کر کے فقیر کو الیکرنا واجب ہے مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا درست نہیں ہے اگر کسی

غیر کو مالک کر دیئے اور فقیر اور سکوائی طرف سے تقیہ سرسجد میں صرف کر کے تو درست  
ہے فقط اور چاہے کے مسائل میں اس قدر تنگی بہت دشوار ہے دو سو ڈول کی روایت کو  
مربع کہنا لائق نہیں کہ فقہ کی روایت ہے خصوصاً حرج اور تنگی میں کہ پانی کی طہارت  
ہندوستان اور عرب میں حسب قاعدہ نجاست و اخراج تمام پانی کے بہت سخت اور دشوار  
سے الدین یسوی کے موافق سہولت کی روایت وقت تنگی کے لینا منع نہیں اور دو سو ڈول  
کی عالی پر الزام نہیں ہو سکتا خفیہ کو رجزہ رشید احمد گنگوہی فقیہ - نقل اوس عارضہ  
حاکسار کی جو بطریق استقنا بغرض دفع چند مشکلات لم یحل کے جو بصورت تقیہ فتویٰ  
مولانا اور افتخار نامہ مولانا کے لازم آئے ہیں بحدت مولانا مدوح روانہ کیا گیا تھا۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم)  
از فقیر حقیر محمد دیدار علی الخفای دالیدی منت فیض البہدیت حضور مجمع النور رافع البنت قاسم البدرت  
مصدر خبر و برکت مولانا و مرشدنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دام اللہ رشده و کم لا  
اوجہ اللہ و برکاتہ کہ است نامہ رشید و مرشدنا مولانا نہایت ہی ممنون و مشکور فرمایا شوق حضور  
کو دو چند فرمایا اگرچہ یہ ہے کل امر مرہون باوقاتنا امیدوار ہوں کہ نا حضور ہی حضور اوقات  
خاصہ میں دعا فرمائیے مجرم نہ کہ میں المدعا حضور کی تحریر سانی ہم جیسے معتقدین اور کچھ  
مقلدین کو تو کافی ہے مگر مخالفین خصوصاً غیبیہ میں کی جو ابھی کیوں اسلئے اولاً ہکو اپنا  
اطمینان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہیں کہ بصورت تقلید ہی ایسی صورت میں کہ جب روایت  
بے دلیل پر بلا لحاظ قواعد فتویٰ و رسم الفقہی فتویٰ دیا جاوے کہی قباحت لازم آتی ہیں  
ایک ترک الطیعو اللہ و الطیعو الرسول و سکر باوصف تقلید شخصہ ائمہ مجتہدین بلا قاعدہ  
و ضابطہ انہی راہی کے موافق مطلق العنانی حاصل جب چاہا روایت قوی مدلل پر  
فتویٰ دیا جب ہی میں آیا روایت ضعیف بل اصل پر حکم دینا تقیہ سرسجد لازم اس امر کا  
ائمہ مجتہدین سے ایک مسلک ایک مذہب نہیں کوئی امام ایک ہی مذہب کا سارا پانی  
عہ فارسی فتویٰ دینے کے باب رسم الفقہی سے آگے نقل کئے گئے ہیں ہندو غفر لہ

کھلوئے کوئی دو سو سی قول پر بلا دلیل اور جاوے کہ کہیں خود امام ہمام اعظم علیہ الرحمۃ  
 الرحمن ان پنے بموجب روایات صحیحہ حضرت عیسیٰ بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ و عبد اللہ  
 ابن زبیر رضی اللہ عنہ ساری پانی نکالنے کا حسب راہ بتلی نہم یعنی اویس مشہر کے دو  
 آدمی عادلون کے اندازہ پر فتویٰ دین کہیں کو ذہن سو ہی قول کفایت کریں ایک  
 امام ایک ہی ضرب کا شراب مثلث کو حرام کہے دوسرا امام منصف کو حرام کہے  
 مثلث کو حلال فراوے تفسیرے امام اویسی ایک مذہب کے ایک انگورین جھاگ  
 اوڑھتے ہی حرمت کا فتویٰ دین لہذا جو شامی نے اکثر مطابقت اقوال بیان کے  
 میں اولے پورا اطمینان ہو جاتا تھا اور اوکیو جواب دینے میں بہت گنجائش تھی

عہ ملت اوس انگور کی پانی کو کہتے ہیں عین حوش دیگر تہائی جلا دیا جاوے۔ نہ غفر اللہ لہ  
 عہ مصنف اوس انگور کے پانی کو کہتے ہیں جھکو حوش دیگر آدھا جلا دیا جاوے۔ نہ غفر لہ  
 عہ۔ واضح ہو کہ شامی وغیرہ کتب معتبرہ سے یہ امر جو بنا واضح ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا کوئی قول  
 مخالف آیہ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پایا جاتا اور دوسروں سے تمام شے  
 بڑے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے جیکے بعض اقوال کتب فقہ میں نظر میں مخالف قول امام اعظم رحمہ اللہ  
 معلوم ہوتے ہیں سخت کتب میں کہاتے ہیں کہ مجھے کوئی قول مخالف قول اپنے استاد امام اعظم  
 رحمہ اللہ کے نہیں کیا بلکہ جو کوئی قول نظر میں مخالف معلوم ہوتا ہے کچھ کچھ فقہات موافقت رکھتا ہوں  
 چنانچہ عنقریب یہ امر مفصلاً معلوم ہوگا اس واسطے کہ یا بندی قرآن و حدیث میں مرتبہ امام اسد رحمہ  
 بڑا ہوا ہے کہ اگر آدمی کو ذرا سی بھی قابلیت ہوگی یقیناً جاسکتا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا کوئی بھی  
 قول مخالف قرآن اور حدیث اور اقوال و اعمال مخالفہ کرام برگزین نہیں ہو سکتا چنانچہ دیکھ  
 لو کہ مسلک امام اہل قرآن اور احادیث اور تحقیقات مسائل میں اس حد کو پہنچا ہوا ہے  
 کہ شاید ہے کوئی اور امام کے برابر امام کے مرتبہ علم اور تحقیقات اور اتباع احادیث میں نکلے گا ہو  
 مذکور فی التواریخ المعقودہ و کتب الشواہد و التفتیہ یعنی یہ امر معتبر ہمارے بخون اور خفیہ اور شافعیہ وغیرہ  
 کی کتابوں میں اچھی طرح ذکر کیا گیا ہے تفصیل اس اجمال کی آیت ہے کہ مسلک امام اتباع احادیث  
 اور آثار میں تو یہ ہے کہ بمقابلہ اوس حکم کے جو کہ حدیث سے مراجعت آیت ہو گو ایسی ہی حدیث سے  
 ہو کہ جو کمال محبت کو نہیں پہنچی اوس حکم پر فتویٰ نہیں دیتے کہ جو بطریق قیاس دوسری حدیث  
 صحیح سے ٹکراتا ہے اور فتویٰ اور پر پیڑکاری اور تحقیقات مسائل میں باوجود کمال یرسز کا اور اتباع  
 قرآن اور حدیث کے بارہا اپنے برتاؤ میں یہ امر ظاہر فرماتے ہیں کہ حتی الوسع منی کوئی قول

[illegible]













کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا

کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا  
کعبہ بیوک سے مراد کی نوبت آجاء و بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا

سے شفا ہو یا وہ جیت یقین نہیں ہو سکتا تو آیات کا ایسا کچھ چیزوں سے لکھنا چھوٹا ہی درست نہیں  
ہو سکتا یہ قول ایسا ہے جیسا قرآن مجید میں اللہ جتنا فرماتا ہے تو کان فیہما الہم الا اللہ نفس تانی  
زمین آسمان لہذا ارحمہ اندکریم کے اگر اور خدا ہی ہوتے تو ضرور زمین آسمان بکر جاتے مگر زمین آسمان نہیں  
بکرے تو یقیناً معلوم ہو گیا کہ خدا ہی بجز ایک خداوند کریم کے کوئی دوسرا زمین اور آسمان میں زمین  
آسمان پیدا کر بیوالا نہیں ہے دیکھو کتب معتبرہ فقہ کو جنہیں مسائل سے دلائل لکھے ہیں اللہ حم کرے  
اون کو گوئی کہ بعض روایات کتب فقہ پر بغیر دریافت کرنے اور دلائل اور مواقع کے اعتراض کر بیٹھے تھے  
ہیں اور رحم کر لے اون پر جو روایت تھی پر بلا رعایت قواعد رسم المفتی فتویٰ دیکر مورد اعتراضات  
بیٹھے ہیں اور سب قصور علما متقدمین کو یہی اپنے ساتھ مورد اعتراضات پہلا سے بنو لے ہیں فافہم و توبہ  
منہ عفی اللہ عنہ وغفر اللہ لہ ولوالدیہ ومن کلینہ واسانذیہ وتلافیہ وغیرتہ واجابہ اجمعین آمین آمین آمین

چنانچہ مطابقت اون قولوں کی جو اسی مسئلہ کنوین میں جسکی تحقیق ہو رہی ہے وہ کچھ  
معتبر کتابوں سے سمجھ میں آتی ہیں وہ یہ ہے کہ بغداد کے کنوین میں محمد رحمہ اللہ نے جو دوسو  
وہل کا فتویٰ دیا ہے اسکو شامی لکھتے ہیں بوجہ کثرت پانیکے تھا اور کو فیہ میں فتویٰ

امام صاحب سوڈول پر بوجہ کی یانی تکے اور پھر بعد اس فصل کے تحریر فرماتے ہیں کہ آل  
ان دو نو قوتوں کا قول اول یعنی ان کو ذرا منہج کہلما بقدر ما فیہا وقت النہج یوفیہا ذلک  
بقول جبین عدلین ہی نظر ہے حیث قال فی جرح الی القبول الاول ہذا تقدیر عن لہ بصارتہ  
وخرنہ بالاسم فی تلک النواحی لا لکون ذلک لہ من سانی آبار کل جہتہ واللہ اعلم  
مگر یہ قول شامی کا کوفہ کے فتویٰ میں سوڈول پر بوجہ قات پالی کے کہ خوب واضح ہے  
اس واسطے کہ لفظ قلت یعنی کمی سے یہ امر ظاہر ہے کہ انہیں سوڈول ہی یانی تھا مگر لفظ ادا کا فتویٰ  
امام محمد رحمہ اللہ کا در سوڈول پر بوجہ کثرت پانیکے بموجب قول شامی تمام یانی موجودہ کثرت  
کے قبول کیساتھ موافق اور راجع اور سقوت ہو گیا جب لہذا کے کنوؤں کی کثرت یانی کی  
اس طریق پر پالی جاوے کہ انہیں یالی موجودہ لہذا دو سو تین سو ڈول کے ہوتا تھا مگر کسٹینجے  
سے کہ کٹناھی کنچو ٹوٹا نہ تھا چنانچہ ایسے بعض کنوؤں ملا کہ ان میں ہی موجود ہیں کہ جب یالی  
اونکا اپنا جاوے دو تین ہاتھ سے ہوتا ہے اور پھر دو دو ملاوٹ سے نہیں ٹوٹتا بلکہ موضع  
جیبار تحصیل الوریں قریب ندی کے ایک کنواں ہے جس میں دو تین ہاتھ پالی رصا ہے اور بوجہ قریب  
ندی کے آٹھ لاوون سے بھی اوسکا یالی نہیں ٹوٹتا تقسیم اکبر پور تحصیل الوریں تحصیل چاند  
یہاڑی کے ندی قریب ایک کنواں ہے جس میں ہمیشہ تین چار ہاتھ پالی رصا ہے کہ کچھ ٹھنڈا  
تین سوھی ڈول ہو گا مگر بوجہ قریب ندی دو لاوون میں چلتے ہیں اور شام تک یالی کم نہیں  
ہوتا علیٰ ہذا لہذا کے کنوؤں بوجہ قریب دریا درجلہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ہی کثیر الاماں ہو  
کہ کٹناھی پالی کنچو مگر بوجہ قریب دریا درجلہ کم نہو اور اگر پالی موجودہ اپنا جاوے تو فقط دو

یعنی خلاصہ مطلب اس ساری عبارت کا یہ ہے کہ کٹناھی لہذا کے ہاں کین سوڈول کی ہوتا اور ساری پالی  
کٹانے کی روایت تین سو روایتوں سے مقصود ایک ہی ہے یعنی سارا یالی جہتہ کنوؤں میں موجود ہو لہذا  
سے نکالنا اس واسطے کہ دو تین سوڈول کی روایت ان لوگوں سے منقول ہیں جن کو ان شہروں کے  
یانی کا اندازہ معلوم تھا کہ ان شہروں کے کنوؤں اتنا پانی ہوتا ہے کہ اوسے شہروں میں  
سل کر لازم ہو اس واسطے کہ انہیں لوگوں سے سارا یالی نکالنی کی روایتیں نہایت مضبوط طریق منقول ہیں  
چنانچہ رسالہ بدستہ ظاہر ہے اور سچ کچھ کہ دیکھ گے تو ظاہر ہو گا کہ شہر اللہ

میں سو ڈول ہی ہو چنانچہ تقریباً اور تصدیق سے معلوم ہذا البتہ عبارت ہدایہ اور عنایہ  
اور درغیر لاسرود رحمہ اللہ سے خوب ہی ظاہر ہے صاحب ہدایہ میں تحریر فرماتے  
میں و امکانت البیعینہ بحیث کہ ممکن نہ چہا الخرجو مقدار ما کان فیہا من  
الما و طریق معرفتہ ان تخف حفرۃ مثل موضع الماء من البیر و یصیب فیہا ما ینح  
نسباً الی ان تمثلی و یداعن الی یوسف رحمہ اللہ و عن محمد رحمہ اللہ ینح  
ما تادلو الی ثلثاۃ فکانہ بنی قولہ علی ما شاید اس طرح من غالب آبار بغداد  
لان آبار بغداد لا ترید علی ثلثاۃ دلو انتہی و فی الدرر و الغریب لاسرود  
رحمہ اللہ اذا ینفخ فیہا حیوان ذروی الخ فینخرج کلہا اھو ان  
تفسر فینخرج کلہا فقد رما فیہا ای فینخرج قدر ما فیہا  
من الماء فیفوض فی نرح قدر ما فیہا الی ذوی بصارتہ ای جلیں لہما  
مشعور و معرفتہ فی حال الماء ہی مقدار قالانہ فی البیر شیخ ذاک المقدار  
ہو الاصح الاشبه بالفقہ لکنہما لصاب الشہادۃ الملزمۃ اھو قیل فینخرج  
ماء تادلو الی ثلثاۃ دلو و ہو مروی عن محمد اقصی ہا شاید فی بغداد لان آبار  
کثیرۃ الماء طبعاً و یرتد دجلۃ انتہی

ترجمہ ہے اور اگر ہوں کنوؤں چشمہ دار کہ جبکہ پانی پیدا ہوا نہ کہنا ممکن نہ ہو بقدر وقت کہنچنے کے پانی موجود ہو  
انداز سے سے نکالیں اور انداز سے کا طریق امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اسطرح مروی ہے کہ جس  
قدر پانی گہرا اور عرض و طول میں کنوؤں میں ہو اوتنا ہی ایک گڑا کہہ دو اگر پانی بیکجرا و سکو بھر دین خواہ  
پیدا ہوا ہو یا نہ ہو خواہ اوس سے ہی زیادہ پانی خبرہ آوے اور امام محمد رحمہ اللہ کا اندازہ یہ  
کہ دو سو ڈول سے تین سو تک پانی نکلے اور تین گریہ اندازہ جی ہے اور کے مشابہہ اور دیکھنے پر  
نقط اپنے شہر کے کنوؤں کو اسوا سٹے صاحب عنایہ اسکی شیخ میں تحریر فرماتی ہیں کہ یہ اندازہ  
باعتبار اکثر کنوؤں بغداد کے ہے اسوا سٹے کہ بغداد کے کنوؤں میں تین سو ڈول سے  
زیادہ پانی نہیں ہوتا فقط اور درغیر میں ملاسرود علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جب پھول جاوے  
کنوؤں میں خود انداز بجا اور سب پانی نکالا جاوے گا یعنی پیدا ہوا کہنا جاوے گا اور  
اگر غیر ممکن سو پس اندازہ سے موجود پانی کنوؤں کا نکالیں اور اوسکا اندازہ ایسے ہوں  
سے کراوین جنکو پانی کے معاملہ میں اندازہ کرنا مکمل حاصل ہو چنانچہ کنوؤں میں پانی بتاویں  
اور اوسکے مطلقاً علی انکا جتنے ڈول یا لاکھ اندازہ بتاویں نکالا جاوے گا اور ہی قول بہ صحیح ہے اور  
ساتھ مجھے قرآن اور حدیث کے سبب بیونے دو آدمیوں کے اندازہ کے پوری گواہی کہ جس سے

میں سو ڈول ہی ہو چنانچہ تقریباً اور تصدیق سے معلوم ہذا البتہ عبارت ہدایہ اور عنایہ اور درغیر لاسرود رحمہ اللہ سے خوب ہی ظاہر ہے صاحب ہدایہ میں تحریر فرماتے میں و امکانت البیعینہ بحیث کہ ممکن نہ چہا الخرجو مقدار ما کان فیہا من الماء و طریق معرفتہ ان تخف حفرۃ مثل موضع الماء من البیر و یصیب فیہا ما ینح نسباً الی ان تمثلی و یداعن الی یوسف رحمہ اللہ و عن محمد رحمہ اللہ ینح ما تادلو الی ثلثاۃ فکانہ بنی قولہ علی ما شاید اس طرح من غالب آبار بغداد لان آبار بغداد لا ترید علی ثلثاۃ دلو انتہی و فی الدرر و الغریب لاسرود رحمہ اللہ اذا ینفخ فیہا حیوان ذروی الخ فینخرج کلہا اھو ان تفسر فینخرج کلہا فقد رما فیہا ای فینخرج قدر ما فیہا من الماء فیفوض فی نرح قدر ما فیہا الی ذوی بصارتہ ای جلیں لہما مشعور و معرفتہ فی حال الماء ہی مقدار قالانہ فی البیر شیخ ذاک المقدار ہو الاصح الاشبه بالفقہ لکنہما لصاب الشہادۃ الملزمۃ اھو قیل فینخرج ماء تادلو الی ثلثاۃ دلو و ہو مروی عن محمد اقصی ہا شاید فی بغداد لان آبار کثیرۃ الماء طبعاً و یرتد دجلۃ انتہی

اور مویا لکھ صحیح ہے اسی مضمون کو جو روایت امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے  
 کفارہ من قال محمد اذا وقع فی البرذنب لا فانہ ینزع جمیع الماء لان مفعول قطع  
 لا ینفک عن نجاستہ ما لکنہ بخلاف اخر جرت قبل الاستفاح اور اور عبارت  
 اشخ و قایہ سے بھی یہی مطلب نہایت واضح طور پر ثابت ہے بحیث قال میر وقع  
 فیہا نجس و مات فیہا حیوان و اتبع و اتبع او مات فیہا آدمی و کلب  
 ینزع کل ما ثہا ان امکن و الا فقدر ما فیہا شئ لا یصح بقول حلی علیہ السلام  
 لہما البصارتہ فی الماء محمد قدر بہما کو الی ثلثمائة انتہی۔ لاجل ان بنظر روایات مذکور  
 حسب وصاحت تمام معلوم ہو چکا کہ آل دو سو تین سو و ول کا بھی نکالنا تمام باقی موجودہ  
 کا ہے عبارت در مختار جو قیل لہے بمائین الی ثلثمائة کے آگے ہی و ہوا الا یسیر ذلک  
 احوط اسکا مطلب یہی خوب واضح ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے لکھ  
 اما و اکثر کنوؤں کا کہ لقد رماہ المجرور و سو پانچ سو تیرا جہ قدر ڈول اکثر کنوؤں شہر کایانی  
 موجودہ ہے اس مقدار معین یہ فتویٰ دینے میں عوام کو آسانی ہے اور احتیاط اسی  
 میں ہے کہ ہر کنوؤں کا دو عادل اصحاب بصارت الماء سے عمدہ اندازہ کر کے یا ان  
 نکلوا یا جاوے بیجا پچہ علامہ حلے اپنی کتاب غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ من تحریر فرمائی  
 میں کہ دو سو نواہ متل اس کے یا نو یا تیرا رسیدین کر کے مطلقاً تمام کنوؤں ہر شہر کو یہ سطر

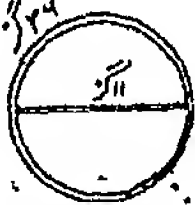
عہد علیہ امام محمد رحمہ اللہ نے کہ جب گرجا سے کہیں میں دھوئی کرکٹ کر سارایانی موجود کنوؤں  
 کا کلاسا و یگا اس واسطے کہ بالغ و درم کئے کی جگہ بیٹھنے سے بے نیاز ہجاست سے جوہوں سے خالی  
 نہیں ہونے برخلاف اس وقت کے قبیل ہوئے کے جو مالکال دیا جاوے فقط لیس اس واسطے  
 کہ قتل ہونے سے لے کر اگر جو ہے یا پڑیا کی مقدار کا کا نور مردہ کا لیا جاوے گا تو فقط تیس کنوؤں  
 و سیالی نکالنے سے پاک ہو جاوے گا جیسے کہ تریا ملی کی سر رہا نور مردہ ہوئے بیٹھنے سے پہلے  
 نکال لیا جاوے تو پچاس ساڑ ڈول نکال لے سے کموان پاک ہو جاتا ہے اس طبع در مختار  
 کبریٰ و غیرہ کتب فقہ میں منہ غیر اللہ و لوالدیہ و لہا تدبیر سے خارجہ و یا جس کو میں نکالت  
 گرجا و کوئی جاوے اور یہ لیا گیا یا بیٹ باوے یا آدمی یا کتا مر جاوے تو سارایانی کلاسا و  
 گا اگر مکن ہو ورنہ باقی موجودہ انداز سے سے نکالا جاوے گا اور صحیح ترین ہے کہ مردہ سارایانی کے  
 سوا زمین بچے ہوں کل پانی کا اندازہ کروا لیا جاوے گا اور امام محمد نے اندازہ دیا کہ دو سو کنوؤں سوا



فتویٰ دنیا یا بائز ہے بلکہ اکثر کنوؤں پر شہر کو دیکھ کر اسکی مقدار پانی موجودہ کا ہزار  
 خواہ سو یا کم جتنی ڈول ہوں اندازہ بتلا دینا آسانی کی بات ہے آدمی سپرور نہ  
 احتیاط تو ہر کنوئین کے علحدہ اندازہ میں ہے کما ہبوطا کہ میں سیاق عبارتہ وہی ہذا  
 فعلی ہذا کہ ینفع الفتویٰ بمائتین ونحوہ یا مطلقاً بل ینظر الی غالب یاں البلد وحوہ  
 الیہ لیس علی الناس والیہ ول وہو اعتبار بقدر الماء فی کل سر علی حوہ احوط  
 انتہی اور بنظر ترجمہ در مختار المسئلۃ لجامیۃ الاوطار مولانا محمد فورم علی صاحب مرحوم  
 اور مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی برادر مولانا منظر صاحب اور مولانا منظر صاحب  
 مرحوم علماء دیار آخذوم کا یہی یہی فتویٰ معلوم ہوتا ہے ۔ اور مولانا استادنا  
 رئیس الحدیقین استاد مولانا محمد قاسم صاحب منقور حضرت مولانا احمد علی صاحب  
 مرحوم منقور محدث سہارنپوری کے فتویٰ ابوہ سوالات حسنہ سے یہی کہ  
 جسکی نقل زبان طالب علمی کی کی ہوئی اچھٹے کے یاں موجود ہے جواب سوال الرابع  
 سے یہی فتویٰ مولانا مرحوم کا یہی ظاہر ہے ۔

حکم اور یہ امر ظاہر ہے سیاق عبارت متعلی سے وہ یہ لیس منصوص علیہ نہیں لایق ہے فتویٰ دنیا  
 دو سو یا کم بیش ہر کنوئین پر بلکہ دیکھا جاوے اندازہ کہ نہیں اکثر کنوؤں میں کئی طرحی آسان ہوگا لوگوں  
 پر اور اول لینے اندازہ کرنا ہر کنوئین کا علحدہ اسمین احتیاط سے فقط ۔  
 حصہ چنانچہ غایتہ الاوطار میں تحریر فرمائے میں مترجم کتب سے دوسرا قول امام محمد رحمہ اللہ سے  
 ضروری ہے کہ جب اوہوں نے دیکھا کہ تعداد کے کنوئین میں سو ڈول سے زیادہ نہ ہوتی ہے یہ  
 فتویٰ دیا لیکن یہ قول ضعیف ہے اسلئے کہ نجاست کے جسے حکم شرع ہے کہ سیارہ پانی  
 نکالا جاوے تو عدد مخصوص پر اقتصار کرنا ظاہر ہونے میں بلا دلیل سمعی کیونکہ مقبول ہو  
 لکھنا ابن عباس اور ابن زبیر سے مخالف اسکے منقول ہے ایسا ہے طحاوی میں بحوالہ  
 تحریر اراق منہ غفر اللہ لہ ۔  
 مسئلہ اور وہ فتویٰ یہ ہے جو عورت حائضہ کو اسکے بدبند نجاست نہیں بوجہ غسل کر حقیقت سے  
 یعنی بوجہ پاک ہونے کے حقیقت سے غسل کر کے اگر چاہے صغیر میں داخل ہو اور زندہ برادر ہو جیسا کہ  
 سائل نے کہا ہے کہ کوئی نجاست جگہ یا حقیقی اور مستحکم اور کپڑے پر نہ ہو تو اس صورت  
 میں چاہے بلایوب پاک ہے اور بوجہ نجاست جگہ یا جسم اور کپڑے پر نہ ہو کہ غسل بعد اختتام امام  
 حقیقت نکلیا ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے فتویٰ سب سے یہ کہ چاہے پاک ہے اور نجاست حقیقی اور  
 بدن یا کپڑے پر ہو تو چاہے پاک ہے تمام پانی نکالا ضرور ہے انتہی عبارتہ واضح ہوگا چاہے

کی قید مولانا نے اس واسطے لگائی ہے کہ سوالیٰ تین - مبارک درج ہے اور حیاء اور درود ہی  
 نہیں ہے تو آبِ حیاہ پاک ہے یا نایاک اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ چاہ کبیر یعنی جو کنواں ہم  
 درود ہو اور سکا اور حکم ہے چنانچہ درختِ راستہ شیر الہ اعداد میں ہے اور وقتِ مجاہدہ  
 فی سیر دون القدر الکثیر علی ما شروا عبودہ للعق بنی کل ما لیا اشیاء تختصر القدر الحیاہ یعنی  
 جب کنوین میں جمیں آب کثیر نہیں ہے مجاہدہ گرجاؤں سے کل یاں نکالا جاوے گا اور آب  
 کثیر کی مقدار پہلے بیان کی گئی اور گہراؤں کے اعتبار سے کثرت آب کا بموجب قولِ مختصر  
 کچھ اعتبار نہیں ہے شامی اس جملہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ آب کثیر کی مقدار جو پہلے  
 گزری وہ یہ ہے کہ یا تو پانی وہ درود ہو یا اتنا ہو کہ دیکھنے والی کو نزدیک حرکت و وضو  
 سے یا ناہتہ سے اوسمیں اور حرکتِ نجاست دوسری کنارے تک نہ پہنچے اور یہی قول  
 آخر صحیح اور مختار ہے نزدیک امام اعظم اور اونکی دونوں شاگردوں کی اور یہی ظاہر از روایت  
 ہے صاحب درختِ تحریر فرماتے ہیں کہ بحر الرائق میں ہے کہ یہ مذہب ہے اور اس پر عمل ہے  
 اور نقدِ درود کی جو امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے اوسکی یہی معنی ہیں کہ اون سے  
 تجربہ سے درود میں اس کنارے کی حرکت سے دوسرے طرف نجاست کا اثر نہیں جاتا  
 اور وہ درود میں گزسات مٹی کا مقتضی ہے کہ جو پورا ایک ماہ نہ پہنچے کی اونکی سی اور  
 بیار اونکل ہوتا ہے اس گز سے جو کورجوش میں یہ شرط ہے کہ  
 چاروں طرف دس دس گز ہوتا کہ کل عرض طول پانچا سو گز ہو  
 عبادے اور اگر مثل کنوین کے گول حوض ہو یا کنواں ہی وہ درود  
 ہو تو ضرور ہے کہ اوس کا قطر یعنی بیابیح کا خط کیا رہے گز عو اور  
 گردہ چہتیس گز اسطرح .....  
 تاکہ حساب سے عرض طول پانچا سو گز ہو جاوے اسطرح شامی اور کبیری شرح  
 مینۃ المصلیٰ میں ہے کہ غفر اللہ لہ والہدیہ



بہر توجہ متوی کیا کچھ سہی ہو مگر ہاری عرض تو یہ ہے کہ ہم مقلدینِ پابندانِ مشن  
 السیر سلین پر بھیر حرف نہ عاید ہو کہ ہم نے احوالِ ضعیفہ کی دلیل کے عامل ہیں اور  
 ہمارے امام کے بعض اقوال جو شاگردوں کی طرف منسوب ہیں بلا دلیل قرآن و حدیث  
 نے عقلی بھی ہیں مثل روایت دوسو گز کی بصورتِ عدم تطبیق اور یہ کیونکر  
 ممکن ہے جس حالت میں مذہبِ امام یہ ہو کہ حدیثِ ضعیف کے ہوتے ہوئے  
 قیاس پر عمل فرماوین یا آنکہ قیاس کیسے حکم پوشیدہ کو جسکی نکالنے پر ہر شخص متہم نہیں

ظاہر کر دینے کو کہتے ہیں نہ یہ معنی کہ نری عقل سے کوئی حکم ثابت کر دینا چاہیو یا عقلی  
 فتویٰ دینے کے جو باب اسم المفتی شامی وغیرہ میں درج ہیں ہماری متبع قرآن و حدیث ہو  
 یہ بصورت تقلید شخصی اور متبع مسلک واحد ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے چنانچہ در الخمار میں <sup>ع</sup> واکھا  
 صحیح کما فی السراج احیاء وغیرہ اسم المفتی بقول الامام علی علیہ السلام اطلاق ثم بقول الشامی  
 ثم بقول فرغوا الحسن بن زیاد و صحیح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرك امر قال  
 الشامی فی شرحہ لد الخمتا والذی لیطحصر فی التوفیق ای میں مافی الحاوی  
 القدسی مافی السراجیۃ ان میں کان لہ قوۃ ادراک لقوۃ المدرك لفتی بقول  
 القوی والافنا الترتیب علاوہ برین قطع لطرخی الفین سے ہماری احکام اور ولایت  
 مذکورہ عنایتہ وغیرہ پیش کرین ہرکو بمقابلہ اونکی روایت ترجیح جمیع المادجات را کثر فقہا  
 دلیل بحدیث عبد اللہ بن عباس عن عبد اللہ بن زبیر و سودول کی روایت کی تقویت پر  
 کونسی دلیل ہے اور بصورت عدم موجودگی دلیل روایت کی کوئی بلا توفیق مسطور قوت  
 دینا سوجب ایقاع اختلاف بین المسلمین اور یہ جو حضور کے تکریر فرمایا کہ متن کی عبارت  
 ہے بیشک کثر اولیٰ و ثانی و ثانی میں اگر علاوہ برین کہ معنی عبارت کثر و مطلق وغیرہ  
 یہی مطابق عبارت ہدایہ و عنایتہ وغیرہ ہو سکتے ہیں بعض متون خصوصاً متن کفر پر  
 بلا ادا و شرح کیا فتویٰ لیکتے ہیں دیکھتے کثر کے باب المہر میں ہے فلہا متعین الطی  
 و الاخراج للمخص یعنی عورت پر عید میں ہر کہ جب تک ہر شہر ہر اور اگر وہ شہر کو چھایا

عند درختار میں آواز صحیح تر ہو جائے قوت سراجیہ وغیرہ میں آواز اول فتویٰ مطلقا اوس قول پر دیکھا جو امام لطیف  
 مسویک پھر قول اوس کے امام یعنی قول ابو یوسف رحمہ اللہ پر اور اگر قول ابو یوسف رحمہ اللہ کثر ہی تھی تو قول امام محمد  
 رحمہ اللہ پر اور اگر کسی نے کہ میں امام محمد کا قول تھی تو اوستا قول امام زفر اور حنین بن زباد رحمہما اللہ پر فتویٰ دینا چاہا  
 اور صادی قدسی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ بات ہے کہ جس قول کی دلیل قوی ہو مفتی کو لازم ہے کہ اوس پر فتویٰ دے شامی نے  
 ان دونوں روایتوں کی مطابقت اس طرح بیان فرمائی ہیں کہ مجھ کو مطابقت کا طریق ان دونوں روایتوں میں  
 ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مفتی کے قدر قوت اجتہاد پر دیکھا ہو قوت اور ضعف دلیل پر آگاہ ہو وہ قوت و دلیل  
 جیسے قول میں آیا و اوس پر فتویٰ کے دور نہ تربیت ہو کر کو افاق فتویٰ ہو سکتا ہے قول امام محمد کی لطیف مسویک فی الواقع غالباً اوس

درختار میں آواز صحیح تر ہو جائے قوت سراجیہ وغیرہ میں آواز اول فتویٰ مطلقا اوس قول پر دیکھا جو امام لطیف  
 مسویک پھر قول اوس کے امام یعنی قول ابو یوسف رحمہ اللہ پر اور اگر قول ابو یوسف رحمہ اللہ کثر ہی تھی تو قول امام محمد  
 رحمہ اللہ پر اور اگر کسی نے کہ میں امام محمد کا قول تھی تو اوستا قول امام زفر اور حنین بن زباد رحمہما اللہ پر فتویٰ دینا چاہا  
 اور صادی قدسی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ بات ہے کہ جس قول کی دلیل قوی ہو مفتی کو لازم ہے کہ اوس پر فتویٰ دے شامی نے  
 ان دونوں روایتوں کی مطابقت اس طرح بیان فرمائی ہیں کہ مجھ کو مطابقت کا طریق ان دونوں روایتوں میں  
 ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مفتی کے قدر قوت اجتہاد پر دیکھا ہو قوت اور ضعف دلیل پر آگاہ ہو وہ قوت و دلیل  
 جیسے قول میں آیا و اوس پر فتویٰ کے دور نہ تربیت ہو کر کو افاق فتویٰ ہو سکتا ہے قول امام محمد کی لطیف مسویک فی الواقع غالباً اوس

اور اگر اس کے یکے سے کہیں دوسری جگہ لیجانے کا قصد کہے اس پر ارادہ است  
منع کر سکتی ہے کیا اس عبارت مجمل پر کہ جس بیوض مہر مطلق عورت کا منع کرنا  
ثابت ہے کوئی عالم فتویٰ دیکتا ہے مگر کتب فی شرح صاحب تہذیب وغیرہ سارحن  
کنز تحریر فی ثمرات میں کہ مراد اس مہر سے مہر مجمل ہے نہ کہ مطلق امیو اسطے شامی باب ستم الفی  
میں تحریر فرماتے ہیں کہ کنز الدقائق میں بلکہ کنز الدقائق کی شرح مختصرہ الفیہ دیگر کتب مختصرہ  
پر بغیر دیکھنے شرح بیوط کے فتویٰ دینا ناجائز ہے اور اگر حضور کے نزدیک بمقابلہ ناسخ و  
کنز جمیع شروح و متون ساقط عن رتبۃ الاعتبار میں تو پھر عادیہ نماز تین دن تین رات  
کا وقت پہونے پہونے کسی جائز کے اور عادیہ نماز تین روز کا بصورت عدم تفسیح و  
انتفاخ کیون انکار ہے صاحب کنز تو اپنا مختاریوں تحریر فرماتے ہیں و سائلان لو لم یکن  
نسخہا یعنی دوسو دول نکالے جاویں اگر سارا یا نی نکالنا ممکن نہ ہو و نسخہا مذکور شدتاً  
منتفیۃ او منتفیۃ جمیع وقت و قوعہا و لا یؤید و دلیلہ ادر مجس کی دیکھا کنوین کو تین دن  
تین رات سے اگرچہ چاہتا یا ہو لا کنوین سے برآمد ہو اور اس کی گرنے کا وقت نہ معلوم  
ادفعیہ سے پہونے کے سالمہ وہ برآمد ہو یا کہ نہ ایک رات سے کنوان ناپاک سمجھا جاوے گا اور  
یہ جو حضور و تحریر فی ثمرات میں کہ پانی کی لہار ہندوستان او عرب میں حسب قاعدہ نجاست و اخراج تھا  
پانی کی بہت سخت دشوار ہے اسکا جواب عبارت ہدایہ و مسائل الآباء مبینۃ علی اتباع الآباء  
دون القیاس کی شرح میں صاحب نہایہ اسطرح تحریر فرماتے ہیں۔ قول و مسائل الآباء  
الخ ما البیر مخصوص باحکام بخالف فیہا حکم الماء الغلیل فان حکمہ تیفاوت تیفاوت  
الماء اتباعاً لآثار و من ہذا قالو مسائل الآباء مبینۃ علی اتباع الآباء و الا ففیہا بیان

۱۱۱  
 مع باب دوم المعنی میں عبارت شامی ۲۷۳ ہے وہی شرح الاشباہ المتبع للتحقیق حصہ اللہ السعی قالی تری اللہ الصالح  
 الجفنی اہل لا یجوز للاقتباس من کتاب المتحرر العنبر و شرح البکری عینی ۲۷۳ یعنی شامی نقل فرماتے ہیں شرح شباہ سے  
 جسکی مولف محقق عنبر المد علی من کہ فرمایا ہمارے شیخ علامہ صالح نے کہ ہمیں حاضر ہے فتویٰ دینا مختصر  
 کتابوں سے مثل کتابہ فی الفائق اور شرح کنز الدقائق کتبہ علیہ عنقر العبد لہو الدیر واسطی غفرلہ وکتابہ  
 معہ اور نسا کل کنون کہ مشہور ہیں ظاہر آثار اور افعالی صحابہ پر انہیں قیاس کی ضرورت نہیں + معہ عنقر



زاننا حیث یختارون ہذا بقول ولا یتاملون ما علیہ لینی صاحب ہدایہ وغیرہ مذکور  
 کیا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ دو سو نوول کا باعتبار شاہدہ اپنے شہر کے کنوؤں  
 تہا میں کتا ہوں کہ بھی امرطاح سے غیر ممکن ہے کہ امام محمد علیہ الرحمۃ بلا دلیل غلط عقل  
 و نقل سے مقدار پر عموماً ہر شہر کے کنوؤں کی واسطے فتویٰ دین خلاف عقل و نقل ہو کر سارا  
 پانی موجودہ ناپاک ہو اور تہوڑا سا نکالا جاوے بلکہ یہ فتویٰ باعتبار اکثر کنوؤں بغداد کے  
 شہا جسطح امام عظم علیہ الرحمۃ کا سو ڈول کا فتویٰ باعتبار اکثر کنوؤں اپنے شہر کے تہا  
 اور پھر کہنا کہ امام محمد کے قول میں آسانی یعنی بات ہو آسانی و ہی آسانی ہی جو شارع  
 علیہ السلام سے ثابت ہو نہ وہ بلا دلیل آسانی ہر ایسا جو خصوصاً مسائل کو نوٹ کر کہ جنہیں  
 مطلقاً ابلع آثار صحابہ کا اور قیاس کو قطعاً آئین دخل نہیں ہے چنانچہ تصریح اس امر کی کہ  
 معتبرہ فقہ میں موجود ہے کہ قدر سہار زیادہ والو کا علم کہتے کیا ہے کہ بلا تامل ہر سو حرج  
 سمجھے ایسی روایا اختیار کر کے فتوہ دیدیتے ہیں انتہی تر ترجمہ عبارت السوائتہ بالیجاوردہ مکرر  
 گذارش ہے کہ جلد ضخیمہ کا اگر تصدیق کرنا واجب ہے اسکی کیا وجہ کہ صاحب ہدایہ وغیرہ  
 استعمال جلد ضخیمہ کو خانگی ضروریات میں جائز لکھتے ہیں چنانچہ ہدایہ میں آؤیل منہ  
 آتہ تستعمل فی البیعی النطع والجرایم الغریبالنحوھا لان الانتقال بتقریر حجم بلکہ اسکے  
 لئے تحریر فرماتے ہیں ولا بأس بان لیشتی بہ یتقیع بہ فی المیت البینۃ مع انما  
 استحقاقا لخذایکلف ہوں کہ جوابہ موجود مذکورہ سے بفضل روایات ہر امر کو موثق  
 بدلائل فرما کر حتی الوسع جلد روانہ فرما دین اور اس غرض سے کہ مقتضی تصور فرما کر اسی کی اوپر

محمد قول مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ کا ہے کہ وہ کسی کتاب سے یا میں منہ غفرلہ عدہ چنانچہ تمام مسائل  
 کوین کے بارہ میں جو اقوال صحابہ کرام کے ہیں علیا و شرعاً بکیری لا فتح القدر میں صحیح سند کی ہے  
 یورسہ طور پر نقل کی گئی ہیں من شارعیہ  
 منہ اور جانے سے قرانی کی مثال سے کوئی چیز نہیں کہہ سکتے ہیں چنانچہ سترخوان یا تہا اور چوٹی اور اس کے  
 اخذ اس واسطے کہ نفع اور ہانا اسکی کہال سے حرام جنہیں ہے مگر اور کچھ مسافرتہ نہیں اگر قرانی کی کہال  
 سے ایسی چیز لائے اسطے بدل کی کہ دونوں پہن پاتی رہے جیسے کتاب وغیرہ من غفرلہ

جواب ثبت نایا جاوے اور اگر کاغذ کی ضرورت ہو براہ کرم کرمانہ اسی کی برابر دوسرا ورق لیکر لایا  
 اوپر ثبت فرما کر دہانہ فرما دیں۔ معروضہ ۲۳۳ رذی الحجہ ۱۳۳۵ھ والسلام علیک آپ کا نیا نمونہ  
 محمد دیدار علی رضوی حنفی۔ نقل افتخار نامہ مولانا رشید احمد صاحب جو بجا آخر غنیہ مذکورہ  
 بالا شرف فہرست و رالایا۔ از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون آنکہ بندہ بکوالیسی تحریر سے خود فرما دیں  
 اور جو آپ کے نزدیک محقق ہے اس پر عمل فرما دیں اور بندہ کے قیمت جلد اضمحیہ کے صدقہ کو واجب  
 لکھا ہے نہ جلد اضمحیہ کو شاید غلطی ہو گئی ہوگی اور جو صدقہ قیمت جلد اضمحیہ ہوا یہ وغیرہ کتب میں  
 مصرح ہے کہ صدقہ مطلقہ واجب پر بولا جاتا ہے فقط والسلام چونکہ ایسی تحریر انجام بنجر نزاع  
 و فضا نیت ہو جاتی ہے بندہ معافی چاہتا ہے آپ لال لغز اوین فقط۔ واضح ہو چونکہ  
 غرضیہ مذکورہ بالا متفقین دلائل قیام بوقت سننے کسی بشارت یا دیکھنے کسی مرنے موت کے  
 اور تحقیق مسئلہ چاہے اور جلد اضمحیہ ان تین مسئلوں پر نہ لکھا ہے ان جزو میں بچوں انتشار  
 فہم ناظرین علیہ علیہ لکھ دیا ہے اور ان تینوں مسئلوں کے جواب میں بھی افتخار نامہ شرف  
 صدور لایا تھا لہذا نقل اس افتخار نامہ کی جملہ متعلق قیام ہی مسئلہ قیام کے تین نقل کی گئی  
 اور چونکہ جملہ انجام بنجر نزاع و فضا نیت الی آخرہ متعلق مسئلہ جلد اضمحیہ کا تھا کہ او میں فی الواقع  
 احقر سے سہواً غلطی ہو گئی تھی یہاں پر لا نقل کر دیا گیا کوئی دشمن مولانا اپنی پوشیدہ کیشہ  
 کو لیون ظاہر نہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ مولانا بخند و مہلے بلا وجہ تینوں مسئلوں کی جواب  
 میں سکوت فرمایا اور بخشش کی طور سے یہ کچھ تحریر فرمایا ہرگز نہیں بلکہ فی الواقع جو محقق تھا  
 اسکو نقد محقق کہہ کر بخش کر اجازت دیدی اور فرمایا کہ جو آپ کے نزدیک امر محقق ہے اس پر عمل  
 فرما دیں مگر مسئلہ جلد اضمحیہ میں چونکہ احقر نے سہواً بیجا سوال کیا تھا یہ عیارت بمقتضا البشریت  
 بکمال قاعدہ اور قرینہ بعض انباز مان ہر ایام متفق اور فغان کی یہ کلمہ تحریر فرمایا کہ ایسی تحریر  
 انجام بنجر نزاع و فضا نیت ہو جاتی ہے مگر چونکہ احقر کو فقط تحقیق حق منظور تھی جب  
 میں نے اپنی غلطی اور سہو کا بہ نسبت سوال مسئلہ جلد اضمحیہ ذکر کیا مولانا نے فیصلیت عذر کا

شفقت نامہ متضمن عنایت و شفقت صادر فرمایا اور اس قسم کے قتلہ انداز طبالیج کے  
 شکوک کو اچھی طرح زائل کر دکھایا چنانچہ ان دو قتلہوں کے قتل بھی دہج کی جاتی ہو۔ قتل  
 عارضہ احقر جو متضمن عذر مذکور روانہ کیا گیا تھا بسلم اللہ درجہ رحیم از فقیر حقیر محمد  
 دیدار علی الخفی بوالنعمت قدوة العلماء نبوة الاصفیا مولانا و مرشدنا مولانا رشید احمد رضا  
 سلمہ اللہ و علیکم السلام و حجتہ اللہ دیرکاتہ حضور و المدینہ بالمدینہ و ملین نہ سائقین نہ آبا  
 خیال فساد سے نہ خطرہ نفع نان التبتہم لوگ دیہاتی ہیں سہارک کسی کلمہ سے اگر یہ خیال  
 مستبط ہوتا ہو معاف فرما و الغدیر عندکرام الناس مقبول تکریم ارشاد فرمائیے کہ مرید کی اگر  
 مرشد ہی تشفی نکرے شاگرد کو اگر استاد ہی جو آب نفعی بلا تصور مددی دیدار او کی تہنات  
 کا از انکرے و بیچارہ کیونکر لال نکرے گا اوس غریب کا دل کہ قدر دہج کا مجھ سے حقیر تصور ہو و آخر  
 مذکور میں ہوا وہ یہ کہ سوال ہی قیمت جلد انجیہ کا تھا اور جواب بھی حضور نے بابتہ قیمت جلد  
 ہی تحریر فرمایا اگر خاکسار کو بوقت تحریر لفظیہ ہفتا مسئلہ جلد انجیہ کا ہے خیال رہا لہذا خواہ  
 عفو تقصیر سنوں بگو گذارش یہ ہے کہ بعد از مدد و جو صیبتہ جلد انجیہ اگر بمعا و جلد پھر پانچ  
 یا بور یہ سجد کیواسطے لے لیا جاو جائز ہے یا نہیں بسطوح اپنے واسطے بمعا و جلد یا متفق بہ  
 فی البیت لعینہ مع لقاہ کو جائز لکھا ہے کہ گذارش یہ ہے کہ سند جو از یا عدم ہی لکھا جائے  
 مع او تہاتہ بین جسے کتاب یا کتاب و عیدہ اور بالتحریر تشفی و عیدہ سالقہ ہی  
 کو بہت مناسب ہے فقیر تو تصریح امر مذکور نہیں ملتی ہے اور بالتحریر تشفی و عیدہ سالقہ ہی  
 اگر منظور نظر ہو تو پھر اس لحاظ سے کیا جاوے موثرہ ہر مجرم الحرام سزا روز یکشنبہ قتل معلوم  
 آخر مولانا جو بجا ابغ لفظہ ہذا اشرف صدور لایا از زندہ رشید احمد علی عبد اللہ سلام  
 مسنون آنکہ جو زندہ بعد مرض شدید کا امید زیت نہی تھی اب تندرست ہوا نظر اور  
 قوی صغیف ہوئے مراحبت کتب سے مثل عاجز کے ہو گیا اور کوئی ایسا شخص دان نہیں کہ  
 اعانتہ کری لہذا نقل و تہا جزی سے او جلد انجیہ کے بدلے میں پھر اور یا خرید کر انہی  
 مسجدین اگر والد یو دوست اس میں کچھ خرچ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم والسلام اگر بندہ کی تحریر



قساوی اسبہ اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح تین مسائل مفصلہ ذیل میں (اولاً)  
 کہنی بیعت کے حکم شریف یا آیت شریف لکھنا یا نہ لکھنا یا نہیں (دوسرے) اسقاط یعنی قرآن شریف اور کچھ فقہی نفل  
 سنت کیوں سے لیکر سید لاؤ کو حلقہ باندھ کر دین قرآن شریف سو فدیہ دے دیرت میں مرتبہ کہو مانا اور اس عمل کو میت کو لکھنا  
 کا کفارہ ہے یا نہ ہے یا نہیں (۳) میت کا جس کے سپرد بنا یعنی کوئی شخص بخیر انوار کو فوت ہو تو بعد دفن اس کے جسد کا کچھ  
 ملاؤ کو قرآن شریف پڑھنے اس اعتقاد کو پیش کرنا کہ انکی موجودگی میں کہ قرآن مجید پڑھتے ہوئے عذاب قبر اور سوال جواب  
 منکر مکر تا بعد نبوکا (۴) مردہ کو قبر میں رکھ کر ایک ایک ٹہنی خاک بڑھ کر لیے مٹی بڑھ کر ہر ایک کا قبر کے اندر بازو میں  
 میت کے رکھنا بعد قبر کا مندر کرنا۔ (۵) بعد تیاری قبر پر چادر اوڑھنا اور شہر مٹی اور اسکے اوپر رکھ کر فاتحہ پڑھنا۔  
 (۶) قبر سے چالیس قدم بڑھ کر لیے چکر بھر فاتحہ کا پڑھنا (۷) بعد دفن میت اسکے مکان پر والیوں کا اور ناک کا پڑھنا  
 (۸) محفل میلاد (۹) قیام محفل میلاد (۱۰) گیارہ سو دن پیران پیر صاحب کی (۱۱) سویم و چہلم وغیرہ مرد و بوجہ یا نہیں  
 نہیں ایسے عمل کرے الہ میت کے میت و اہل میت کس کس قدر حق تو ہے سوچا یا کہاں تک باعث عتاب بنتوا التوبہ  
 اچھا کہ (۱۲) میت کے کفن پر کلمہ شریف یا آیت شریف لکھنا یا نہ لکھنا یا نہیں کہ ہمیں امانت کلمہ شریف آیت شریف کی ہی  
 شامی وغیرہ اسکے منع لکھا ہے (۱۳) اسقاط بیعت کذا نمیدہعت ہی لکھا ہونکا کفارہ اسکو سمجھنا غوسہ ہے (۱۴) میت کا  
 جسد کو سپرد کرنا بدعت ہی یہ سمجھا کہ اس طریق سے جمعہ تک میت عذاب قبر سوال جواب نیکی میں سے محفوظ رہیگا  
 باطل حقیقت ہے (۱۵) اس فعل کے کہ ہی شریف میں کچھ اصل نہیں وارد ہر قدر کہی کہ حاضرین آیت کریمہ صفا خلقنا کم الار  
 پڑھ کر اپنے ماتھوں سے قبر میں مٹی ڈالیں (۱۶) چادر اوڑھ کر مٹی بڑھ کر فاتحہ پڑھنا ہی خلاف سنت ہی اسوہ سے بدعت و  
 ممنوع ہے (۱۷) یہ بھی داخل رسم ہے اور بدعت ہی۔ (۱۸) محفل میلاد اگر خالی ہو اسور منکر غیر مشروع ہے اور یہ یا بدعتی  
 رسم اہل زمانہ نہ آجائز و حسن ہے مگر چونکہ اس زمانہ میں اکثر مجلس اور غیر مشروع سے خالی ہوتی ہیں اور اعتقاد  
 لزوم وجوب کا دعویٰ کے قلوب میں راسخ ہوتا ہے بشرط اور حضور و انوار اور شہداء و آیات موضوعہ اور التزام اور ان امور  
 کا جو شرع سے لازم نہیں گویا شاعر اس مجلس کا ہو گیا ہے اسلئے بیعت مردہ یہ محفل ممنوع اور بدعتی اور مرکب  
 اور تجوز اسکا لایسے متبع اور جاہل ہیں (۱۹) (۲۰) (۲۱) قیام محفل میلاد کو وقت مخصوص پر ضروری سمجھنا  
 یا مسائل مثل لازم کے کرنا جیسا کہ مرجع ہے لا اصل ہے شریعت میں اپنی اسے سی کوئی قید لگانا اور امر  
 غیر ضروری کو ضروری خیال کرنا یا مسائل مثل ضروری کے اس کے ساتھ کرنا کچھ ہی بدعت ہی اور ایسی اثر  
 اشارہ فرمایا ہے اس حدیث شریف میں من الاحداث فی امرنا بذا الیس منہ فہو رد اسی بنا پر گیارہ سو دن پیران  
 پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سوم و چہلم وغیرہ بدعت ہیں کہ یہ قیود اور تخصیصات دین میں اپنی رائے سے لگائی  
 گئی ہیں اور امر مطلق شارع کو مفید کیا گیا ہے ساتھ اوقات مخصوصہ کے اور اوہیں طرح طرح کے عقائد خلاف  
 شرع عوام کے قلوب میں راسخ ہیں اسوجہ سے کہ نہوا لا ان امور کا جاہل متبع ہی اور میت کو اسوقت میں  
 کچھ فقیہ پر پونہ پونہ کے امین ہیں العلم کتبہ الاخر عنہ الدین عنہ وعدہ دیو بندی (الحجاب صحیح منہ رشید احمد غفرلہ)  
 [احمد رشید] (الاجوبہ صحیحہ محمد شفیع علی مدرس مدرعہ دیوبند) [الجواب صحیح غفرلہ] (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱)  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ سب امور جن قیود و مکی ساتھ عجیبے یا جائز لکھے ہیں بلایسے علماء تحقیق کے نزدیک بوقت  
 پاسے جملے قیود نہ کرنا جائز ہیں گرنہ جہان تک کہا اور دریافت کیا وہ قیود اور امور کیسا ہتھ نہیں  
 ہیں نہیں پاسے جاتے شاید عجیبے کہیں دیکھے ہوں تو غالباً بوجہ غفلت یا قصور ہوں کہ علماء کے ہوں گے ہر بخیر  
 بوقت ہونے اور قیود کو امور سلطویہ عجیبے کے نزدیک ہی موجب ثواب اور خیر و برکت ہیں خیال کو تویر  
 عجیبے امر نہ اچھی طرح ظاہر ہے لیکن عجیبے ہونے کو کہ تصریح اس امر سے کہ بوقت ہونے ان قیود و تکلیف  
 امور موجب ثواب و برکت ہیں سکوت فرمایا ہے بخوف اس بات کے کہ کبھی علوم و مذاہب عجیبے کو  
 سمجھیں اور وہ بعض امور موجب خیر و برکت کے جو نزدیک فقہاء و محدثین کے سخت و محض موجب ثواب ہیں جو

شہسب اور کی اشج کہ خیر و یحکم منفصلا سودا کی مختصر کہل جاتا اور ہر مسئلہ کی تفصیل میں بہت اور کو کتاب  
 کے ایک کچھ جو محبت عیب کے ہر ایک مسئلہ سے اور جواب سوال اور اس کا اوسکے حوالہ سے دیا یعنی کتاب شامی  
 شرح در مختار کی ہے (۱) بیشک شامی بن آید بالکالیسی خیر سے کہلنا جس طرح سید ہوں جیسے دینی  
 دین و تاجان کہلایں نہ خوف شک شبہ آت قرآن کے ہماست بہت خود قہ پختہ اسکے جسم کو کہ قضا علیہ  
 کی اور مکی سے بغیر روشانی وغیرہ کے بغیر عمل کے کفن پشانی سے اول پیشانی پر بسو اید اور پھر لا الہ الا اللہ  
 سب سے کو جائز کہلایں اور جو چیز و برکت (۲) اسقاط میں بیعت یعنی نقدی یا نواح کیسا کہ قرآن شریف ہی خود  
 ہو اور میں ہی بار دست بہت کہلایا جاو البتہ لہر سے نہیں گذرگو بلا عقیدہ و جواب یہ ہلی و جریہ مگر بایا تھا اور  
 الفوائت شامی اور نیز در مختار میں مطلب اسقاط الصلوۃ عن الیث میں یوں کہلایں کہ اگر میت کے حالت  
 مرض میں کچھ نماز دور فوت ہو گئے اور اس سے اس قدر مال ہی چھوڑا کہ اس کی شہائی سے کفارہ نماز روزہ  
 کا ادا ہو سکے اور وہ کفارہ کی وصیت ہی کر دے تو وہی ہر لازم سے کہ بد سے ہر نماز روزہ کے اور اس طرح  
 بیویوں نماز وتر کے ادا ادا حاصل کیوں فقیرین کو دے اور کمال شامی مال میت اتنا بنویا اور وصیت  
 نہ کی اور ولی میت اپنی طرف سے اس کا کفارہ دینا چاہئے گو اس پر لازم نہیں مگر سب نماز روزہ فوت  
 شدہ کا کفارہ دینے کے تو اندر بصورت اوس لکھتین چار بار بقدر ضرورت فقیران میں اس قدر بھونکے  
 اس طرح کہ ولی اگر ایک بخشے وہ دوسرے کو وہ تیسرے کو علی نہ ایمان تک کہ وہ مال اور سیکے تمام روزہ نماز  
 فوت شدہ کے مقدار کو بیویں جاوے تو ایو جب ثواب ہی ملے اس بحث میں کہلایں کہ اگر میت نے یا وجود  
 مال درختوں کی وصیت نہ کی یا مقدار کفارہ کم مال کی تو میت نے کو کور کنگار بیگا یہ خلاصہ یہ تمام عمارت  
 در مختار اور شامی کا (۳) بیشک یہ اعتقاد لی اصل میں سنن ابوداؤد و شامی نقل فرماتے ہیں کہ نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم جب غایب ہو کر دفن میت کھڑے تھے اس کی قبر پر اور فرماتے طبع شمس کی کو تھم اپنی شامی  
 کیواسطے اور انکو اللہ سے ثابت رہنا اور اسکا سوال و جواب میں پس بیشک یہ اب سوال کیا جاتا کہ  
 اس حدیث کی منظر ہر سے کہ آدمیوں کا کھڑا رہنا النع سوال نہیں بلکہ دفن کے بعد ہی سوالیہ شروع  
 ہو جاتا ہے کہ برے برین خواہ طبعی چنانچہ بصورت چلنے کے دوسرے حدیث میں یوں فرمایا کہ تم ہاری جو تیرہوں کی  
 آواز افسانے کا لین پوچھی رہتی ہے کہ سوال شروع ہو جاتا ہے پس ان احادیث سے سوال اٹھم کا ہی جواب معلوم  
 ہو گیا کہ ایسے قدم مٹ کر ہر لوثنا بیچ بدعت ہے جواب ہمارم و ہم محتاج تفصیل نہیں مطلقا صحیح میں رحا  
 شیرینی یا کھانا بعض ایصال ثواب بغیر قبر پر رکھنے کے فقرا کو دینا اسکے جہ ازین کہ کچھ ہی کلام نہیں مان لیتے  
 پوشیدہ دینے کا زیادہ ثواب ہے اور دنیا و دنیاوی امور کا ہمت کیا نا نہیں اپنی جنہیں شکر کلیہ و دوسرے خست آن  
 نماز کہ در کو مرد گذارسی دوز (۴) بیشک بعد دفن کے ہمراہ ولی میت سب عمر ایو نکاسیت کے کہ کچھ بیجا و  
 ضروری سمجھتا اور ہر آکر وہاں فاتحہ پڑھنا اصل ہے بلکہ شامی جن کہلایں کہ بعد دفن دعا و مغفرت کرے کہ اور  
 اگر وہ اسکے سوا کو بغیر کا اول و آخر قبر پر بیٹھ کر سب لوگ اپنی اپنی راہ لیں اور اگر وہی تھا ہوا اور اسکے تنہا بیٹھے  
 میں اس کے وحشت کا خوف ہو گیا آدمیوں کا اس کے گھر تک پہنچا دینا امر مصلحت و وسوسہ بات ہی اور ہر حکم نہ  
 نہیں ہوتا (۵) بیشک مجلس فرامیلا و شریف اور قیام کو بہت ذکر ولادت اور گیارہویں کو  
 گیارہویں دن اور سوم کو تیسرے دن اور چہلم کو پالیس ہی دن اگر کوئی ضروری عقیدہ سمجھے اور غلامی  
 کو کھل واجب ہے عقیدہ ضروری ہو تہ کہ جس کا آگ گشتا و دوسرے قرض کا فریہ سے نہر دیک یہ عقیدہ  
 بدعت ہے اور اگر مجلس ذکر ولادت کو سب سمجھ گیا جاو فاسق فاجر بدایات مومن و عابد نہ نہیں ہوا  
 صحیح سے بیان کیا جاوے کہ کسی گلاب یا شہی کچاوی یا چوکی غیر لہر قرض تعلیم ذکر کہلے جاوین اور بعد از نماز

لا اور صاحب نے یہ کچھ نہیں لکھو دیا غارت خانہ باجائز

میں سب کچھ جائز ہے اگر قسدر یا نہوا اور بلا اختیار جو خطرے ریا کے ولین پیدا ہو جائے میں وہ بلا لافان صاف میں

بانی  
مقام  
دار  
فصل

فرشتہ روشنی ہی ہوا ایسا لا للصلو اب شیرینی ہی تقسیم ہو جاوے یا کہا نا کہ لادیا جاوے اور اوقت ذکر ولادت فرشتوں کا کہرا ہو کہ درد و غوانی کی کیفیت منکر اتباع حدیث سن تشبہ بقوہ فرشتوں منہم فرشتوں کی تشابہ کی نیت سو قیام بھی کر لیا جاوے اور نیریت وجوب گیا ہر سوین سوم جہلم لغرض ایصال ثواب نہ کہ ناموس دنیا اگر کیا جاوے جیسے نزدیک اور نیزہ جمع علماء کے یہ سب امور موجب حصول ثواب اور نیزہ برکت ہیں البتہ یہ جو عجیبے کہا ہے (یا معاملہ مثل ضروری کے اس کے ساتھ کرنا) اگر اسکے یہ معنی ہیں کہ عقیدہ ضروری سمجھنا جب تو مسلم اور اگر یہ معنی ہیں کہ ہمیشہ بلاناغہ کرنا تو اسکو کوئی عالم منع نہیں کر سکتا اور نہ عجیب

اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذاتہ براہ راست عمل خیر کو محبوب کہتے تھے پھر پناہ مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت متفق علیہ بخاری و مسلم عن عائشہ رضی اللہ عنہما قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی اللہ ادو وان قل یعنی محبوب زیادہ علون کا اللہ کو وہ عمل ہے جو ہمیشہ نہ ہو جاوے اگرچہ سٹوڑا ہی ہو واللہ اعلم علم صحابہ البغدادی محمد دیدار علی الرضوی النحوی - اور زیادہ تو ضیع ان مسائل کی سند دلائل اصول ہمارے رسالہ رسول الکلام میں ہے جو بعد آنے ڈیڑی سو درخاستوں کے انشاء اللہ الغنی بنو یحییٰ والہ کتبہ محمد محمد دیدار علی الرضوی النحوی نقیبہ

تقریظ طبع از مناظر بے بدل مولوی جمیل حافظ ابو الفتح محمد عبد الحمید یانی تہی تمہیم یتیم خانہ اگرہ

رسالہ ہذا تحقیق المسائل مولف جناب مولوی محمد دیدار علی صاحب الوری رضوی کو اس عاجز سننے بعض بعض مقام سے بنظر تحقیق دیکھا و حقیقت مولف جو ایک شاہ سیر علماء اور داعی عظیم اسلام ہے میں اپنی تحقیق میں مدد ملتی رہتے ہیں رسالہ مذکور کی تعریف سننے سے متعلق نہیں ہے بلکہ دیکھنے ہی پر اور دیکھنا ہر غالیہ اور مضامین عالیہ کی خوبی و البتہ ہے میرا مشاہدہ تو بیشک اس اثر کے تحریر کرنے پر مجبور رہے الحق لا یتجاوز عن هذه الرسالہ فماذا بعد الحق الا الضلال اب عرف اور عارف ختم کرنا ہوں کہ اللہ مولف موصوف کو اس کی بخشش اور جہان فشاہی کے ہر مہر و فیض میں سعادت و کامیابی

بانی  
مقام  
دار  
فصل  
بانی  
مقام  
دار  
فصل  
بانی  
مقام  
دار  
فصل

